

جلد حقوق محفوظ

مرت کا نہست کے بعد دوسرائی ملا خلصہ نہیں۔ اس کتاب میں کہانی نہ دوسرا رائی
رکھا ہے اور میں اس تصور کا بھی دوسرا رائی ہے جو شیخزادی کی علیٰ سے برآمد ہوئی تھی۔
یہ تو پہاڑی نظر کتاب کی کتابی سے متعلق ہے اور اب کتاب کے لیت ہونے کا ماحصلہ
نایاب ہو رہا ہے فوجیں پہلے آشان سے تو انہوں کو میں اس پر بھی کافی ذمہ دیتے ہیں تو
میوں خوبی دیتے۔ کیوں دیتے گے۔ جوچیز اصل قیمت سے تین چار گناہ قیمت ہے پہ
ت کی جاگے گی۔ اس کا کیسی میوں کو نکار دیا جاسکتا ہے۔ کیسی میوں ہو شے
ت میں زندگیں دالے اس کھاتے کو تسلیم نہیں کرتے۔ پھر کیا صورت ہو۔۔۔
شے۔ (میری سمجھیں تو نہیں آ رہا۔ کیونکہ بجالت صور ہوں۔ یعنی ورنہ رکھ
اپنے اور سب کوئی غروری کی مفارقت نہ آئی کیونکہ عقل خبط کر رکھی ہے)۔

جناب اس وقت جب میں یہ سطور پڑ دلکرم کر رہا ہوں۔ اطلاع ملی ہے کہ کافند
جیلانگوڑی میں کھڑے ہیں لیکن انہیں گندم کے جہازوں کی وجہ سے پر تھے نہیں
بھی... لہذا جب برق مٹے گی اور کافنڈا تک بازاریں آئے گا۔ اس وقت کتاب
پھیپ جائے گی۔ میری کتاب گندم سے زیادہ ضروری نہیں ہے۔۔۔ اب دیکھنا
باہر سے واپر مقدمہ میں کافنڈا جانے کے باوجود بھی مارکٹ کی کیا حالت رہی
ہے۔ سب کچھ اس لیے کافنڈا پڑتا ہے کہ بعض پڑھتے والوں کو یہ تین سو پیسے ہے جو
کہ برتے ہیں۔ حالانکہ اتنی کم قیمت میں اتنے بھی صحفات والی کوئی اور کتاب
نہیں کر سکیں گے۔ لہذا اگر جہازوں کی لشکریت اوری کے باوجود بھی کافی
ہے۔ کم نہ ہوئی تو لازمی طور پر یہ تین سو پیسے مزید لکھاصل کرنا چاہیں گے۔
بات آگے بڑھی کو دینے میں سب کچھ پڑھتے لوگ یا تو اپنی شان میں "قصیدہ" نہیں
اور کوئی پڑھتے انتیار کر لیں گے۔ یہ بھی تو مہ سکتہ ہے کہ آیا ہوا سارا کافنڈا انہوں
کے اور میں اس کے سودے کرتا چہرے۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں قیمتیں

ملکے سید

- ۱- مرت کی آہٹ ۵- لاکاش گمشدہ
- ۲- دوسرائی ۶- آگ کا دارہ
- ۳- چنانوں کا لذ ۷- لرزقی کیبریں
- ۴- خشنہ اسوج

بلشڑ سلطان محمد
پرسندر ناج دین پرلس
نیرا صتمام :-

کتابی دنسیا لاہور

تُرگن سے رہی۔ غصب خدا کا بچپن روپے کچھ پیسوں فی ریم والہ کا غصہ پھر رہے
فی ریم کے حساب سے بھی نہیں مل رہا۔ مغل میں اکر چکے سے کام میں کہتا ہے۔
«اختتہ تو روپے میں کامرو دلوادیا جائے۔ اور کیش میونہیں ملے گا۔»

بہر حال میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کتاب کہاں مارکٹ میں آئے گی۔ ایک
صاحب کے خط کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ لمبا چڑھا رونے کے بعد مقطر اڑیں
کہ ”اب میں نے پیاست سے قوبہ کر کے پولمری فارمنگ شروع کر دی ہے۔“ بہت
اچھا کیا ہے۔ آپ نے کیونکہ سیاست اور پچھے نہیں دیتی صرف ”زندہ باد“
سرواقی ہے اور بعد میں ”مرقہ باد“ کر دیتی ہے۔ آپ آپ تمغیں کی حیات آفسزین
کر کر اسٹیشن گے اور مرغوں کی منی بھری کاٹروں کوں آپ کو نئے جوڑوں کی
سیر کرائے گی۔ اس پر سے انہیں مفت روزانہ ایک چوڑے کے آپ جوش سے
اپنی جان بنائیے کہ جان پسے توجہ ان ہے۔ فرحت کے اوقات میں بیٹھے سوچا
کچھ کر سیلے انڈا اپیدا ہوا مختایا مرنی۔ اس سے آپ کو اپنی مناسبت ذمیت تربیت
کرنے میں بھی مدد ملے گی... خدا مبارک کر سے آئیں... اور آخر میں ہکڑوں کوں!

ابن سعفان

۷۸

۷۹

خوان کے فرشتہ کو کچھ علم نہیں تھا کہ کھاؤی سے اترنے کے بعد اس پر کیب
گز رہے گی۔ جیسا لٹھ سمجھا تھے میں پارکنگ لاث اندر ہی سے میں دوپ گیا تھا۔ انہیں
بند کر کے وہ ملکے سروں میں سیٹی جاتا ہوا الگا ہوئی سے اُتے اور دروازے کے مقابل کر کی رہا
تھا کہ دراز پہلوں میں دوستت ہی چیزوں پہنچنے لگیں۔

”خا موشی سے پچھے ہوئے“ کسی نے سرگوشی کی۔ اور باہیں جانب ملکر چلنا شروع کر دے۔
خوان نے طول سانی لی اور سیدھا کھڑا ہو کر پچھے ہٹنے لگا۔ دراز پہلوں پس توں
بدستور اس کے پہلوں سے گلے رہے۔

”باہیں مُرد“ داشیں پہلو پر دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا گیا اور عمان نے خاموشی سے
تعمیل کی۔

گھرینڈ ہوشی کی کھرکیوں سے پھٹوٹھے والی روشی کی رسائی اس سختے تک نہیں
ہوتی تھی۔ درستہ کم از کم تک تصویر ہی سے ان آیسوں کی شکلیں دیکھنے کی کوشش مزدود کرنا۔
زیاد در نہیں چلنا پڑا۔ اچھا پارکنگ لاث بھی ایک کھاؤتی تک دھکیل کر
لے گئے تھے۔

پھر کسی تیر سے نکلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور عمان سے اندر پڑنے کو کہا گیا۔ اس
مرٹے پر بھی اُسے کچھ کر گز نے کی صورت نظر آئی۔ مجروراً وہی کرنا پڑا جس کے لیے کہا گیا تھا۔
دوپوں سلیع آدمی اس کے دامیں باہیں بیٹھے تھے۔ اس طرح وہ ان کے درمیان
بیٹھ کر رہا گیا تھا۔

چھاؤتی تک دھکیل کیا گئی تھی اور عمان اسکی طرح لا تعلقی سے بیٹھا رہا تھا۔ وہ آدمی نہ بڑ
بلکہ انہوں نے کوئی بندل اچھا کر چکھا سیٹ پر رکھ دیا تھا۔
آخر ٹھوڑی دیر بعد ان میں سے ایک اکلا گل بولا تکیا تہیں علم ہے کہ کہاں لے جائے

جاء بے پوچھی

شامدیر پر گرم میں کوئی تبدیلی ہو گئی ہے۔

عمران نے بیداری دل کا مظاہرہ کر کے جوئے بلہ

کیا مطلب؟

جس لداکی نے مجھے گزینہ مدد عکیا تھا شانداب اُس کے والد صاحب کے ساتھ

مات کا حکما نہ سہ رکرا کرنا پڑے گا۔

دونوں نے قیچے لگائے اور عمران بھی ان کی اس سترت میں شرک ہو گیا۔

تم کبیں بہت رہے ہو۔ ان میں سے ایک بہنگی اختیار کر کے بلہ۔

پہنچنے والوں کے ساتھ پہنسنا اور رونے والوں کا ساتھ دینا۔ یہی ہے میری زندگی اور

اس کے علاوہ رکھا ہی کیا ہے زندگی میں۔

اچھا خاموش ہی چھڑا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

میں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

لیں تو خاموش ہی تھا۔ درستو۔ چھڑا چھڑا تم نے کی ہتھی۔

کاغذی کا رہوا بیان ہی بکھریں پا گئی تھیں۔ ہیر بڑے تینوں باڑی کا رہڑ کی ملازمت میں

برقرار رکھی تھی اور اب آئیں مویشیوں کے اُس بہت بڑے نام کی دیکھ بھال پر لگا دیا

تھا جو شیراں نے اُس کے لیے چھوڑا تھا۔

اُس کے خاندان کے دروسے افراد میں اُب شیراں ہی کی کوئی میں منتقل ہرگز تھے۔

آخرین اُس نے عمران سے کہا تھا: "میری سمجھی میں نہیں آتا کہ آپ کی کیا خدمت

کروں مرض عمران۔"

اسکی سببے میں بند کر کے ایسی جگہ رکھ دو جہاں مادام شیراں کی پنج نہر سکھے۔

عمران نے جواب دیا تھا۔

وہ پہنچ پڑی تھی اور پھر سخنیدہ ہر کوکر بولی تھی: "میرا خیال ہے کہ وہ آپ کو بہت

چاہتی ہیں۔"

بہرحال اُس وقت یہ درخت میں لگ پڑی تھی تھی۔

عمران خاموش بیٹھا رہا۔ وہ دونوں سمجھ خاموش تھے۔ گھاڑی تاریکی کا سینہ چرچی کی

ہاصلوں منزل کی طرف پڑھی تھی۔

محوروں کی دریبہ عمران نے پوچھا: "اب رات کے کھانے کی کیا رہے گی۔"

"دھماکے والی فدا کے مستقر ہو۔" بائیں جانب والا منہ کر بلہ اور اس کے روپاں

کی نال پک اور کئی سے ہمنا کے پہلو میں چھپنے لگی۔

"یار ہیں ہم سے غلطی تر نہیں ہوتی۔" دایں جانب والا بلال۔

"کسی نفلتی ہے۔"

"مجھے تو یہ آدمی پا گئی مصلوں میں تاہے۔"

"تھا رات ملی عمران ہی ہے تاہیں جانب را سے نے سوال کیا۔"

"ماں کل ہے۔"

"خان دا اور کوئی تھی نے مارا تھا؟"

"ہرگز نہیں۔ وہ منوں نے اُڑائی ہے۔"

کے خواہشناک طرح کچھ دلایا جاتے ہیں۔
 ”تم کیوں فضول باتیں کر رہے ہو؟“ بائیں جانب والے نے اپنے سامنی کو لکالا
 ”میکیب ہے، مجھیں خاموش رہنیا چاہیے۔“
 ”شاہزادی، عران سرپا کر جو لا۔“ سعادت مند پے ایسے ہی ہوتے ہیں۔
 ”تم کیوں خاموش رہو؟“

”بہت بہتر جتاب عالی۔“ عران نے کہا اور طویل سامنے کے سوچنے کا۔
 اپنیں یہ خان داری والا فتحہ نہ خون ملنکن بے اُس کے حاری کی بجھتے ہوں کروزہ اُسی
 کے ہاتھوں اپنے انعام کو سنبھالا تھا ایک اگر وہ انتقام ہی لینا چاہتے ہیں تو اُس کا لکھت
 کی کیا صدر درست بھی۔ وہنی پار گنگ پلات پر سی گولی مار دی ہوئی۔ وہ قطعی بے خبر
 تھا۔ نہیں یہ اور کوئی پچھلے معلوم ہوتا ہے۔ رنگ ان دلوں نے ابھی خان دار کا
 ذکر کیوں پھیرا تھا۔ دفعتہ گالوں کی روکنی سب اپنی جانب والے نے دعا کو حمل کر
 پھر تھی اُس سے ہوئے کیا۔ ”تم بھی اُس تو۔ خبار ارسٹول کی زد پر پڑو۔“

”مجھے علم ہے کہ بڑی طرح زد پڑوں۔ بار بار یاد نہ دلاو۔“ دیسے بھی میں
 اس سفر کا مقصد معلوم کیے پھر فرار ہوتے کی کوشش نہیں کروں گا۔“
 اپنوں نے اُسے گارڈی سمتی تارا اور تیسرے آدمی جو گاڑی دُراز کر رہا تھا۔

ثاری روش کر کے اُن کے آگے جلنے لگا۔ عران کے دونوں پہلوؤں سے ابھی
 پستوں لگے ہوئے تھے اور وہ دفعتہ پکھ کر گرفتے کیا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔
 کیونکہ ایسی کوئی حکمت خود کی کے مزادف ہوتی۔ راستہ مواردھار پتہ نہیں
 وہ اُسے کہاں لے جائیتے۔ اس ویانے میں کسی مغارت کی موجودگی مخالف تھی۔ اُس زیر
 لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ سینے غزالی کے غالباً ان کے تھے جو راحات اور بے سی سے
 یہاں تک چلا آیا تھا اگر نہیں اُس کی جاہِ جلالتی لیست کے خالی آگیا تو وہ نہ تھا بھی
 ہو جائے گا۔ لہذا قبل اس کے کہ انہیں عقل آجائے اُسے کوئی تیر کر لئی جا ہے۔ اُس
 پھر ساری احتیاطوں کو بالائے طاف رکھ کر وہ لٹکڑا ایسا دو کہنیوں کے بل کر پڑا۔ پھر

”کن دشمنوں نے؟“
 ”یہ پہت تھکل سوال ہے۔ ایسے لوگ بھی میرے دوش ہو جاتے ہیں جو کہ شکلیں
 بھی کبھی نہیں دیکھیں۔“
 ”یہ کیا بات ہوئی۔“
 ”اپنے دلوں سے پوچھو۔ کیا میں تمہیں جانتا ہوں۔ اے میاں ہیری تھکل ہی اسی
 ہے کہ دوسرا دیکھ دیکھ کر خواہ مخواہ شکست رہتے ہیں۔ سڑوں میں ایک اڑکی بھی ہے ایک
 دن اپنی بھیتی سے کہنے لگی چاہتا ہے عران کی حقوقی مصلح کر کر دلوں اور بچھے بھی
 بعض حقوقیں ایسی بھی نہیں۔“
 ”اچا، اس اُب خاموش ہوتے ہیں جاپ والا ڈپٹ کر بولا۔“
 ”اُسے عجیب لوگ ہوتے ہیں۔ سمجھی پیارہ محبت سے بات کرتے ہو جو بھی چاہ کھانے
 دوڑتے ہوئے۔“

”ہم ایسے ہی ہیں تم چپ بیٹو۔“
 ”مکر کر جاؤں خدا اندوکی ایسی کی تھی ہی کہیں نہ ہو جائے۔“
 ”یہ اونچی پاکی معلم ہوتا ہے ترداریں جاپ والا نے اپنے سامنی سے کہا۔
 ”تم اُسی خاموش کیوں نہیں ہوئے تھے؟“ سماں کیوں۔
 ”شاباں یہ ہوئی اردوہ دنہ تیر کہتے کہ تیکی کیوں نہیں چپ کر جاتے۔“ عران
 پسست لے چکی بولا۔
 ”بیکم اُردوہ پڑھاو۔“ بائیں جانب والا غیر ای۔
 ”پڑھ لے۔ بروز قیامت کام آئے گی۔ جنیاں تو انگلیزی سے بھی کام حل جائے۔“
 ”ام عجیب آدمی معلوم ہوتے ہو۔“ دلیں جاپ والا نے کہا۔ انہی دلیتے
 ادھر ادھر کہوں کئے جا رہے ہیں۔ میں ایک بار بھی یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی
 کہ اس طرز کہاں لے جائے ہو۔“
 ”میرے لیے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ کوئی کہ خود سے کہیں بھی نہیں جاتا۔ ملاقات

وہ دونوں سنبھلے۔ بھی نہیں پائے تھے کہ انہیں دو بھر پور لا لوں کا سامنا کرنا پڑا۔
”کیا ہوا... کیا ہوا۔“ کہتا ہوا اسیسر آدمی پلٹ پر مار جس کے ہاتھ میں شارجی تھی۔
عمران کار لیو اور پاکٹ سے سکھ آیا تھا رسانے میں ایک نازگو بخا اور
شارج اُس کے ہاتھ سے نکل کر درجہ پر اور اس کے بعد اس نے ہاتھ حفند فائزوں
سے سنا تھا کہ سینہ چھپلی پوکرہ گیا تھا۔ شاید وہ دونوں اپنے روپیوالے خانی کر دینے
پر تک گئے تھے۔ لیکن کس پر؟ عمران قاتمی دیر میں اُن سے خاصے فاصلے پر ایک
بھرپور کی اوث میں پناہ لے جا کا اور اُسے وہ نارجیہاں سے صاف نظر آ
رسی تھی۔ جو سیرے آدمی کے ہاتھ سے گری تھی۔ اب بھی روشن تھی لیکن اُس کا رخ
عمران کی طرف نہیں تھا۔

اپنے روپیوالے خانی کر دینے کے بعد شاید وہ انہیں دیوارہ لوٹکر رہے تھے
لیکن جہاں بھی تھے دہاں سے جبش نہیں رنا چاہتے تھے۔ عمران کے روپیوالے سے حرف
اکیل ہی فائز سیاہ تھا اور وہ لیفین کے سامنے نہیں کہہ سکتا تھا کہ شارج والا صرف زخمی
ہوا تھا یا یہ مشکل کی نیند سوکا تھا۔

بجیب سامنا تھا پھر طاری تھا اور کچھ فاصلے پر پی میونی وہ روشن تھا
عجیب ترگ کر اُسے اس طرح کھینچ لے۔ جیسے کچھ سراہی نہ ہو اور وہ ساری زندگی
اسی پھر کی اوث میں بیٹھے رہ کر گزار سکتا ہے۔ لیکن یہ دلجمی کی کیفیت دیر پا
ثابت نہ ہو سکی۔ دوسروں سی لمحے میں خیال آیا کہ کہیں اُس پاس ہی وہ لوگ بھی
نہ موجود ہوں۔ جن کے لیے اُسے پہاڑ لایا گیا تھا۔ بس پھر وہ دہاں سے کھکھتے ہے۔ ”عمران نے کہا۔
”چلو۔ اندر چلو۔“

ہی والی تھا کہ تیر قسم کی روشنی میں نہیاں اگیا اور بالکل مشینی انداز میں اُس کار لیو اور والا
ہاتھ پھر کے نیچے پینا گیا۔

دوسروں سے ہی لمبے کسی کی لکار سنائی دی۔ ”تم اٹھانے پر ہو۔ اپنی گن دیسے چکنے کا ہے تیر قسم کی روشنی بھارت پر اٹھا از عربی پور
”خداکی پناہ... تو تم بھی...؟“ ایک جانی پسچافی کی سلوانی اور سماعت
زمیں پر ڈال کر لانہ احتاد۔

عمران دونوں ہاتھ اٹھا آئہا بوللا۔“ میرے پاس گن نہیں ہے۔“

”سید ہے کھڑے مو جاؤ۔“

”سید ہا کھڑا ہو گیا۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے لکارنے والے کی فصل آتا رہی۔

روشنی اپنی اُسی پر پڑی تھی۔

”اُسکے پر ٹھو۔“ حکم ملا۔

وہ چلنے لگا اور روشنی اُس کے سامنے ساٹھ تھو کرتی رہی... پھر وہ

دونوں بھی دکھائی دیئے جاؤ سی پہاڑ تھے اور تیر قریب ہی اوپر تھا

پڑا لظاہر۔

بہر حال اسے جلدی سے ایک چھوٹی سی چوبی عمارت کے قریب پہنچا دیا گیا

جو اونچی اونچی چنانوں سے گھری ہوئی تھی۔

”اندر چلو۔“ عجب سے سمجھنے درشت لجھے میں کہا۔“ یہ تم نے اچا نہیں کیا۔

”کیا اچھا نہیں کیا ہے؟“ عمران نے مگرے بغیر لوچھا۔

”ایک پر اُس کش تھا لیکن تم نے بمار سے ایک آدمی کو زخمی کر دیا۔

”گھاس اُس تو نہیں کھا گئے۔“ میں نے کہے تھے زخمی کر دیا میرے پاس کیا تھا اندھیرے

میں ٹھوک کھا کر اور عہدارے اُدیوں نے فارٹاگ شروع کر دی۔“

”یہ جھوٹ اول رکھ لے ہے۔“ دوسرویں آواز آئی۔“ اس نے لاتیجی بھی چلانی

تھیں...“

”جلدی سے اٹھ جیھنے کو اگر تم لا تیں چالنا سمجھتے ہو تو سمجھا کرو۔“ میرا کیا جاتا

نہ موجود ہو۔ جن کے لیے اُسے پہاڑ لایا گیا تھا۔ بس پھر وہ دہاں سے کھکھتے ہے۔ ”عمران نے کہا۔

”چلو۔ اندر چلو۔“

وہ بدستور ہاتھ اٹھا ٹھوئے عمارت میں داخل ہوا اور اس طرح

دوسروں سے ہی لمبے کسی کی لکار سنائی دی۔ ”تم اٹھانے پر ہو۔ اپنی گن دیسے چکنے کا ہے تیر قسم کی روشنی بھارت پر اٹھا از عربی پور

”خداکی پناہ... تو تم بھی...؟“ ایک جانی پسچافی کی سلوانی اور سماعت

زمیں پر ڈال کر لانہ احتاد۔

سے نہ رہی اور عزیزان جہاں مقاموں پر بُر کر گیا۔
بائیں جانب مدرسہ کوکھیار میں چند قدم کے فاصلے پر کھڑی نظر آئی مکرے
میں اُس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔
”بہت خوب“ عزیزان نہیں کر بولالا“ اس مذاق کی یہ حضورت محتی رہا جب تھی^۱
بلدیا تھا گرینڈ میں اور میز پر کھانا ہیاں لگایا جا رہا تھا۔
”میں کچھ نہیں جانتی... یہ لوگ مجھے روپی اور دلکشا ہیاں سے آئے ہیں۔“
”کیسا تھا؟“

”کیا؟“ دھمکیاں پھیلیں بولی۔
”رپی اور؟“

”بے شکنی نہ ہاگکو۔“ وہ رواہی سی ہر کروپی ”آخری سب کیا ہے؟“
”بیٹھ جائیے مسٹر عزیزان۔ اور آپ بھی تشریف کیجیے محترم۔“ کسی نے
کہا اور وہ آواز کی سخت متوجہ ہو گئے۔
”دھمکی جا بے دروازے میں ایک باریشِ صفائی خام آدمی کھڑا
نظر آیا۔ عرچالیس اور پچاس کے دریان رہی ہو گئی۔ کھیل جسم والا اور دراز قد
محترم بھرپور بھرپور اندوہ میں انہیں مخاطب کیا تھا۔ عزیزان نے پھر الوہ کی
حاج دیسے چکا۔“

”میں نے عرض کیا تھا کہ تشریف رکھیے...“ اس نے چکر کہا۔
”آپ کی تشریف،“ عزیزان نے میریا سے پوچھا۔
”میں کیا جاؤں۔“

”جی ہاں! وہ نہیں جانتیں۔ آپ لوگ براہ کرم تشریف رکھیے۔ یہ ایک
ایسا ہی معاملہ ہے کہ ہمیں یہ ناشائستہ حرکت کرنی پڑی۔“
”اچھا... اچھا۔“ عزیزان خوش پر کروپلا۔ خیر کوئی بات نہیں رہا۔ آپ کہتے ہیں
”تو نہیں بیٹھ جائے ہیں۔“

چھوٹیں نہ میریا کو میٹھے جانے کا اشارہ کیا اور خود بھی بیٹھ گی۔
میری پاہیت سے کبھی نوار کر کر دیکھتی تھی اور کسی عزیزان کو...
نوار و سامنے والی کرسی پر بیٹھتا ہوا بولالا“ میرا نام و ملک مشروط ہے۔
”جس کا آزاد رسم تحریم پر جسید گھنٹا...!“ عزیزان چک کر بولالا۔
”مسٹر عزیزان نہیں کی اختیار کیجیے...!“ اُس کی کسی تدریختی سے کہا۔
”میں بالکل سمجھتا ہوں۔ فرمائیے۔“
”وہ تصویر کہاں ہے؟“

”کون سی تصویر ہے؟“
”باؤں دے سوون۔ وہ در اصل میری ملکیت تھی۔ پھر سال چوری ہو گئی تھی।“
”تو آپ کہنا چاہتے ہیں کہ موسید شیراں...“
”میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ وہ ہاتھ اٹھا کر بولالا“ سوائے اس کے کہ وہ میری ملکیت
تھی...“
”ہر سکتا ہے۔“ عزیزان نے لاپ دایکی سے کہا۔ ”میں آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟“
”میں نے پوچھا تھا کہ وہ تصویر اب کہاں ہے؟“
”مجلہ میں کیا بتا سکوں گا۔“
”تصویر آپ نے تلاش کی تھی۔“
”لیکنیا یہ درست ہے۔“

”آپ کی کی جیشیت ہے بہا۔“

”ملک کا دود وہ ہو رہا ہوں کیا آپ نہیں دیکھ رہے۔“

”میر عرب ان سخنگی کی۔“

”عمران نے مردی کچھ کہنے کی بجائے بڑا سامنہ بنایا اور دسری حرف دیکھنے لگا۔“

”میر مرد آپ بتائیے۔“ آپ نے میر بے کہا۔

”میں کیا بتاؤں اس تصور کے بارے میں مجھے اُس وقت تک کچھ نہیں ملی۔“

”ہوا تھا جب تک وہ آمد نہیں کر گئی تھی۔ میں موسید شیراز کی سیکریٹری تھیں۔“

”لیکن یقین کچھ بے میں نہیں ہجاتی تھی کہ ان سے کوئی راز بھی والست ہے۔“

”تصور کرنے لگا۔“

”ہماری تھکے کچھ لگتے رہیں نے ان کی وردیوں سے انہیں بچانا تھا۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتی۔“

”شیراز نے خصوصیت سے آپ ہی کا پناوارٹ کیا تھا اور دیا تھا۔“

”میں نہیں حماستی جناب! یہ سب کچھ میر ہی توقعات کے خلاف ہوا ہے۔“

”میں تصویر کی خوبی تر نہیں تھی۔“

”حاجاں نکل اس کی اصل دارث رعندا پاگری تھی۔“

”خود موسید شیراز نے اس کا تذکرہ کیمپی نہیں کیا تھا۔“

”بہرحال مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں تھے تو اپنی تصویر چاہیے۔“

”آپ نے چوری کی روپرٹ تو درج کرائی تھی ہو گی“ دفعہ عمران نے

”اس سے سوال کیا۔“

”یہی تو مشواری ہے“ میر عربان کہ میرے سینکڑ کی غفلت سے الیسا نہیں

”ہو سکا تھا درت میں بولہ راست دعویٰ کرتا۔“

”لیکن آپ نے جس اذرا میں ہمیں بڑایا ہے قطعی پسند نہیں آیا۔“

”مجبوری میر عربان! اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔ دیے آپ نے

”میرے ایک آدمی کو زخمی کر دیا ہے۔“

”اُمہ ہو... آپ بھی بھی فرمادی ہے میں میں قطعی غیر مسلسل تھا۔ میں نے ہرگز

اُس پر فائز نہیں کیا تھا۔ اس کے آدمی بیر بی جا سر تلاشی یہے لیغیر ہیاں تک لائے ہو گئے۔“

”اُس نے اُن دو فون میں اُن دو میون کی طرف دیکھا جو روازے کے قریب ہکھڑے

تھے اور اُن میں سے ایک ہٹکالیا ”لیں اُر... ہم...“ نے نج... جامہ تلاشی لی تھی۔“

”و تھر اُس کے کس نے فائز کیا؟“

”اپ پتا نہیں جناب... افاضہ کی اداز سر کر کم نے بھی فائز نگہ مددوں کر دی تھی۔“

”اُب ہم و پس کیسے جائیں گے؟“ میریا سفنا۔

”فی الحال آپ دو فون میرے ہجان رہیں گے۔ والپسی کا سوال بی نہیں پیدا

ہوتا۔“ سفیدی نام اجنہی نے کہا۔

”کب پیدا ہو گا؟“ عمران نے پڑبے بھولے پن سے پوچھا۔

”میر عربان آپ مجھے بے وقوف نہیں بنائے۔“

”اتنے یقین کے ساتھ نہ رکھیے؟“

”تو کیا آپ واپسی بھجے بے وقوف بنائے ہیں۔“

”وہ سلسیں اُنکی تکنی فضیل نہیں کر سکا۔“

”معاملات کا الجھان سے کوئی فائدہ نہیں۔ میری مرضی کے لیغیر آپ ہیاں

سے نہیں جا سکتے گے۔“

”خاصاً پر فضا مقام حلول ہوتا ہے۔“ عمران انگڑا اُن کے کربلا لائکن میر شریم

سے نہیں جا سکتے گے۔“

”ایک بات میری بھجوں میں نہیں آئی...!“

”کون ہی بات مسئلہ عربان“
 ”بھی کوں موسیٰ بن شیراں آپ کی تصور پر تو اک جگہ خارجہ کے حوالے کیوں کرنا چاہیتے تھے
 ”مجھے خود بھی اس پرجیت ہے۔“ اجنبی نے کہا۔ آپ کا اس سلسلے میں کیسے
 خیال ہے پا۔“

”میں تو پڑی محبیت میں پہنچا ہوں۔“

”شیراں سے آپ کا کیا تعاقب تھا تھا۔“

”تعلق۔“ عربان نے غصیلہ بھیج دیا۔ اگر مجھے اس ہیر پھر کا علم ہوتا تو کبھی

اس پر رحم نہ کھانا۔“

”کس طرح ملاقات ہوئی تھی تھی۔“ اس کی شکل پر چھانی ہوئی تھیں نے مجھے
 بہت ساتھ کیا۔ اس نے بتایا کہ وہ چند دنzn کا چھان ہے اس لیے خوش رہتا چاہتا
 ہے۔ لہذا میں نے اسے کئی طبقہ سنائے اور وہ بہت خوش ہوا۔ پھر اس نے
 مجھ سے درخواست کی کہ میں اس کا چھان بن جاؤ۔ میں نے سوچا کہ یہ تو چوپ میں
 لفظوں کی بربست ہوگی۔ لہذا اس کی یہ درخواست بڑی خوب صورتی سے رد کر دی
 کہہ دیا کہ وقتاً اس سے مدد ہوں گا۔ میں اس کی کوئی میں قیام نہیں کر سکتا
 بس اس طرح دوستی ہو گئی تھی۔ دراصل میں اس کا خود بڑھانے کی کوشش کرتا
 تھا۔ اسے باور کرنا تھا کہ موت کا ایک وقت معین ہے چاہے کینسر کی وجہ سے
 واقع ہوئے ہے یا اسی کی وجہ سے اودہ... خدا کی پناہ۔“

اجنکا خاموش ہو کر وہ اجنبی کو حیرت سے دیکھتے لگا۔

”کیوں کیا بات ہے۔ اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں ہیں۔“ اجنبی نے کہا۔

”مالی دیوبند مژہ و آپ بواہی کے مریض کے علم میں ہوتے ہیں۔“

”تھیں لیکی کوئی بات فہیں۔“ وہ گریٹ برا کر بولा۔

”میں مشتعل گئے کوئی بھوں۔“

”عربان کیا شروع کر دیا ہے؟“ وہ آہستہ سے بولی۔

”خواہ مخواہ...“

”لیکن کچھی مسلط مژہ و آپ اوقات مریض کو بھی پتا نہیں چلتا کہ وہ بواہی
 میں مبتلا ہے۔“

”اور آپ کو پہلے پہل جاتا ہے۔“ اس نے طنزی سی سکراہٹ کے ساتھ کہا۔

”باکل... باخل... یہ طب مشرق کے اسرار ہیں۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”طب مشرق کے مطابق یا اسی کی علامات سب سے پہلے چھپے پڑا۔“

”ہوئی ہیں تاپ کی دادیں طرف کی مرنچی ہائی طرف والی سے چھوٹی ہیں...“

”نہیں۔“ وہ اپنی مرنچی کی روشنی بولا۔

”صرف دو میل میٹر کا فرق ہے۔“ لیکن نہ آئے تو ناپ کو دیکھ لیجئے۔

”فضل بات۔“

”ناپ کر دیجئے اگر یہ اندراہ غلط شاست ہو تو گلی مار دیجئے گا۔“

”میں وادی کوئی مار دوں گا۔“ وہ بھنجپلا کر بولا۔

”مشرق سے جائیے ناپ لیجئے۔“

”میرے پاس اسکل نہیں ہے۔“

”تاگ سے ناپ لیجئے۔ فرن تو ظاہری ہو جائے گا۔“

”تم ان دونوں پر نظر کھٹاں ہیں بھی آیا۔“ اجنبی نے تیسرے مسلح آدمی سے

کہا جو دروازے کے قریب کھڑا تھا۔

پھر وہ چلا گیا اور میری بیوی حیرت سے عربان کو بھیتی رہی تھیں وہ خود اس کی طرف

متوجہ نہیں تھا اور اس کے چہرے پر تشویش کے ایسے ہی اشارے پائے جاتے تھے

جیسے اجنبی کے ”بواہی کی غم“ میں براہ کا سارش کیک ہو۔

”دفعتہ میریا کھلھلاری اور وہ چونکہ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔“

”یہ تم نے کیا شروع کر دیا ہے؟“ وہ آہستہ سے بولی۔

"میں نے مژدوع کیا ہے؟ جلا آس کی بواسیر سے میر کیا تعلق ہے؟"

"یہ کہاں آپھے ہیں؟"

"تم ہی بتاؤ۔ تم اپنے آئی بھیں لیکن آئیں کس طرح۔!"

رہنمائی خراب ہو گئی تھی۔ فون کر کے جیسی ملکوائی اور جیسی نے گزینہ کی جگہ یہاں پہنچا دیا۔"

"شاید اس کے مقدمے میں بواسیر سے صحت یابی میرے ہی ہاتھوں ہوئی جسکی ہوئی تھی۔"

"پتا نہیں تم کیا کر رہے ہو؟"

پہیت پانچ کے لیے کوئی نہ کافی پیشہ تو اختیار کرنا ہی پڑے گا۔ مہاری طرح مجھے کوئی بہت بڑی چائیداد تو نہیں مل سکتی ہے۔"

"یہاں پہنچا اختیار کرنے پڑے ہو۔"

"اس سے پہلے کوئی ایسا مرض ملا ہی نہیں۔ پھر کسیں نہ موقع سے قائدہ اٹھاؤں بغیر اپنی مشکل خاتم۔"

"گندی باعثیں مت کرو..."

"اوہ۔ آئی ایم سوڈی۔" اسی نے سختی سے برف بھینج لی اور اسی مسلح آدمی کو گھوڑے نے لگا جو دروازے کے قریب کھڑا تھا۔ اسے بے اختیار ہنسی آگئی۔ دیسی ہی تھا۔

"نہیں تم شہک شاک ہو۔" عمران سربراکر سنجیدگی سے بولا۔

"کیا راقی وہاں تھا صاحب۔" وہ چند پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔ کیونکہ اس نے قدموں کی چاپ ستن لی تھی۔

مشرم مرے میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ عمران مستقر راست نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

"میں نے کہیں یہ علامت نہیں سنتی۔"

"آؤ۔ تو میرا اندازہ دوست نکلا۔"

"ہاں کسی قدر چھوٹی ہے۔ لیکن میں اسے تسلیم نہیں کر سکتا۔" "ذکر نہیں۔ لیکن جیسے ہی برسات کا موسم مژدوع ہو گا۔ آپ مجھنے کو تھی جائیں گے۔ یہ علامت بادی بواسیر کی ہے۔ اتنا شدید ہے ذردا۔ مختتا ہے کہ انکھیں نکل پڑتی ہیں۔"

"لبیں بیس میروقت برباد شکھیجی۔" "اچھا تو جو بتائیے وہ کروں۔"

"وہ تصویر آپ جھکتے خارجہ کے لیے کافی نہیں کہ حوالے کرتے ہے۔" "وزارت خارجہ کے سید بیڑی کے۔"

"لیکن اسے آئی ایس آئی وائے لے گئے۔"

"اور میں نے وزارت خارجہ کے سید بیڑی کو ان حالات سے آگاہ کر دیا۔" "میں نے آپ کے بارے میں خاصی معلومات فراہم کر لیں۔"

"مزدکر کی ہوں گے۔"

"میں یقین نہیں کر سکتا کہ آپ نے تصویر دینے اُن لوگوں کے حوالے کر دی ہو گی۔" "بالا مل مفت! یقین بیٹھ کر انہوں نے کوئی معاوضہ مجھے ادا نہیں کیا۔"

"میں معاوضہ کی بات نہیں کر رہا۔"

"چوک لکا کہنا چاہتے ہیں؟" "یہاں مکن ہے کہ آپ نے اس پینٹل کے کیمرون فوٹو اسے بغیر ان کے حوالے کر دی ہو رہا۔"

"کیا وہ کسی جبوئہ دلنوواز کی تصویر تھی کہ مجھ سے الیسی کوئی حرکت مزدوج جان بیٹھ کر دو دھپالی ہوئی گدھی... ہونہے۔" عمران پر اسماں بننا کر دوسری طرف رکھنے لگا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔" دفعتہ اجنبی طیش میں آکر پول۔

گری گوڑا بخط را کشید اب ہرگل جناب "دوہ انہی اسٹین گن کو تجھش دے کر پول لے
وہ تھا راصح بار دو اچھی بول لیتا ہے لیکن مجھ پر اسیر کا مریض ہے۔"
"تجھے کیا؟" اُس نے شانے اچکا ہے۔

"کچھ کچھ پالی بھی لگاتا ہے۔"
"براؤ کرم مجھ سے ایسی باتیں نہ کیجیے۔"
"تم بھی اپنے صاحب ہی کی طرح بے حد شاشستہ معلوم ہوتے ہوئے"
"براؤ کرم خاموش رہیے۔"

"میں اپنیں ہاتوں میں الچاکر نہ بجا گئے کی تاک میں پنپی ہوں۔" وہ کچھ نہ بولتا۔ میرے پا کے چہرے پر الجھن کے شار تھے اور جبکی بھی وہ عمران
کو فحیل نظروں سے دیکھنے لگتی تھی۔ آخر پچھے دیوبندی کی میہیں رات گزارنے کا
ارادہ ہے۔
"تم جانو! دعوت تم نے دی تھی۔ اگر کوئی بھی ہیں انتظام کر لیا ہوتا تو اس
دشواری میں کیوں پڑتے۔"

"لبس ہو گئی حماقت۔ لیکن میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔"
"لے جو دخخوس گدھی تھی۔"

"آخر تھی کیا بلہ۔"
"مسٹر مژرم بھی بتاسکیں گے کیونکہ ان کے دعوے کے مقابلہ وہ انہی کی
ملکیت تھی اور وہ سیو شہزاد چور تھے۔"

"سر اسریکا میں ہے۔ براؤ کرم اس سلسلے اپنی زبان گندی مت کرد۔"
"میں تو نکفت میں مار گیا۔"

"آخر یہ شخص ہے کون ہے۔"
"بیو روپیں معلوم ہوتا ہے۔ روزا بھی یہ روپیں ہی تھی۔ آخر پرپ میں گدھیوں
کو اس قدر عورج کیوں حاصل ہو رہا ہے۔"

۴۰
"تمیز سے تیر سے مسٹر مژرم..."
"وہ نہ تم کیا کرو گے۔"

"اضوس کر ان خاتون کی موجودگی میں کچھ زیادہ منہیں کر سکوں گا۔"
"جب تک وہ فوجِ گرفتیر سے ہو لے نہیں کرو گے تم دنوں کی رہائی یہاں
سے ناہمکن ہوئی۔"

"سامی دیوی مسٹر مژرم تم آخر ہو کر یا چہزے۔ اور اس سے تکفی کی وجہ کیا ہے۔
اگر وہ تصویر ہماری بھی تھی تو تم فوجِ گرفتیر سے کر کیا کرو گے۔"

"میں دیکھوں کا کہ شیراں نے اُس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی تو نہیں کر دی تھی۔
لیکن اضوس کہ جس اس کا فوجِ گرفتیر ہے یعنی کسی بھی بھی نہیں تھی۔ اور میں اب
ہم تھیں ہوں کہ آخر اس نہیں سے محفوظ ہو رہے ہیں آئیں آئیں کو کیا دیکھی ہو سکتی

ہے اور روز پا گلگریوں سے کیوں حاصل کرنا چاہتی تھی اور کیا اسے حاصل کرنے کی
کوششی کسی قسم کا جرم تھا کہ آئی۔ ایں۔ آئی وادے اسے دھڑکے گئے؟"
"کیا ہم اتنے ہی بھروسے مسٹر مژرم، جتنا طاہر کر رہے ہو۔"

"زان سے پوچھو تو کہ میں کتنا بھولا ہوں۔" عمران میر بیکی طرف اشارہ
کر کے پول لے۔

رفعتِ اجمی نے چونک کراپنے آدمی سے پوچھا "وہ دنوں بھی واپس
نہیں آئے؟"

"نهیں جناب..."
"تم تو گتوں نے آنکھیں لھلی نہیں رکھیں۔ مشایک کوئی اور بھی ہے؟" وہ احتتا
ہوا پول لے۔

"میں دیکھوں جناب۔"
"نهیں۔ تم میں بھرپور کر ان کی نگرانی کرو۔" اُس نے کہا اور کرسے سے چلا گیا۔
عمران نگرانی کرنے والے کو کہاں مار کر ٹکرایا۔

”اگر کوئی ڈھنگ کی بات نہیں کر سکتے تو خاموش رہو۔“
”یہاں کھاتے ہیں کیا مل سکے گا؟“ عمران نے سلو آدمی سے پوچھا۔
”میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تب تو چہ پڑی بجیب بات ہے۔ کیا تم رات کا ہاتا کھا چکے ہوئے؟“
”میں کسی بات کا جواب نہیں دوں گا، میرا وہ کرم خاموش رہیے۔“
”یہ کس قسم کی بندوق ہے؟“ میریا نے عمران سے پوچھا۔ اشارہ اسیٹن گن
کی طرف تھا۔

”ٹریگر دبتے ہیں یہی وقت متعدد گویاں نکلتی ہیں اور آدمی چھلنی ہو کر
رہ جاتا ہے۔“ عمران ٹھنڈی سالمن لے کر بولتا۔
سچ آدمی اسیٹن گن کی طرف متوجہ ہو گیا۔

ادھر عمران دیرسے فرش پر پڑے ہوئے ایک جھاٹن کو اپنے جوستے پر
تل رہا تھا۔ اچانک اُسی نے وہ جھاڑن سلو آدمی کے منہ پر اچھال دیا۔ وہ اس کے
لیے تیار نہیں تھا۔ گلزار کر کرہ گیا۔ درد سے ہی لمحے میں عمران نے چھلانگ لگائی تھی۔
ہاتھ اسیٹن گن پر پڑا۔ اب بیان پیٹ پ۔ اب اسیٹن گن اس کے ہاتھ میں ہتھی اور مغلوب
دردارے کے باہر جا پڑا۔

اگھنوں کے بل چلتے ہوئے اندر آجائوا۔ ”عمران آہستہ سے بولتا۔
اس نے چپ چاپ تعیل کی اور عمران نے کہا ”میں زیادہ دیر تک کہیں ہی
نہیں رکتا۔ تھا رے یہ زیادہ بہتر ہی ہو گا کہ خود پرے ہوش بن جاؤ۔ ورنہ دوسرا
صورت میں مجھے تھا رے سر بر پڑب لگانی پڑے گی۔ لیکن میں یہ نہیں چاہتا۔ کیونکہ تم
تم بے حد شاستہ آدمی ہو۔“

آدمی سمجھ دار تھا۔ فرما ہی مٹنے کے بل فرش پر گر گیا اور ہاتھ پر ڈھنگ
چھوڑ دیئے۔

”تم کھڑی سمنہ کیا دیکھ رہی ہو۔ نکلاو باہر۔“ عمران نے میریا سے کہا جو

قریب سی کھڑی ہانپر ہی تھی۔

انہوں نے کمرے سے بھکار کر دروازہ بند کر دیا۔ نگرانی کرنے والے کو اسی میں

عافت نظر آئی تھی کہ عمران کے مشورے پر عمل کرتا۔ عمران نے میریا کا بازو کچک کیا

باہر اندر چھوڑ دیے اور ستائیں کا دیہی عالم تھا۔ عمران نے میریا کا بازو کچک کیا

ہر شیاری سے چلو کہیں باخ خشنہ نہ توہ بیدھنا۔

”مم... مجھے ڈال گا رہا ہے۔“

”آن کے پاس ایک بہت ہی طاقت درسرچ لاثت بھی ہے۔“

”تم اور ڈھارہ سے ہوئے۔“

عمران اندازے سے اس جگہ تک بہنچ گیا۔ جہاں اُس نے ایک بڑے پتھر

کے پتھر اپناریو اور جھپٹایا تھا۔ روایار جاصل کر لیتھے کے بعد وہ سوچنے لگا۔

کیا وہ کاڑی اب بھی دیہی پر موجود ہوگا۔ جس پر اسے یہاں تک لایا گیا تھا۔

چور وہ اُس حاضر ڈھارہ سی رہتے تھے کہ سرچ لاثت فضایں چکر ائے گی۔

عمران نے میریا کو زور سے کھینچا اور وہ گرتے گرتے کی۔ دونوں جہاں تھے دو ہیں

لیٹت گئے اور عمران نے کہنیوں کے بل پر کہیں اسیٹن گن کا رخ اُس طرف کر دیا جو

سے سرچ لاثت چھکنی چاہی تھی۔

”اب کیا ہو گا؟“ میریا پانچتی ہوئی بولی۔

”آرام سے و اپسی نامن معلوم ہوتی ہے۔ چپ چاپ پڑی رہو۔“ عمران

نے آہستہ سے کہا۔ وہ دوسری سرچ لاثت کی زد پر نہیں تھے۔ روتھی کا دارہ کئی

بار ان کے اوپر سے گز گیا تھا۔

”بس یونہی دم سادھے پڑی رہو۔“ عمران چھپ رہا۔

”خدا غارت کرے اس تصور کو۔ آخر اس میں کون سے ہیرے جاہرات ہوئے

ہوئے تھے؟“

”گھوٹوں اور گھوٹیوں کے عوچ کا نہ مانہے۔“ عمران بولتا۔

"کہیں میں پاگل نہ مہجاوں .."

"اس سے کرنی دُنیہ بہیں پڑے گا۔ وہ بارداری والی الگی نہیں معلوم ہے۔"

"تمہاری باتیں اور دماغ خراب کرتی ہیں۔"

"بُس اب اسی طرح پیٹھ لیٹھ جی دامنی جانب ملکر یگانہ اشروع کر دو۔"

"یہ مجھ سے نہیں ہو سکے گا۔"

"اُنکے کر جلوگی تو سرچ لائٹ کی زد میں آجائی گی۔"

"خداوند امیں کیا کروں۔ وہ مننا تی۔"

"جو کچھ رہا ہوں۔ اُس پر عمل کرو۔ درست میں تو مارا ہی جاؤں گا۔"

"اُب تو پہنچتا نہیں جی بے کار ہے۔"

"اس بات پر پہنچا۔"

"اسی پر کہ میں نے موپیڈ شیراں کی ملازمت اختیار کی تھی۔"

"آدمی کی فطرت۔ عرانِ حشندی سانس سے کر رہا گی۔"

"جوچاہر کہہ لو۔ معمولی حالات میں اس وقت میں اپنے بستر پر ہوتی۔"

"دولتِ مندی دیتے ہیں کاموں کی ریج کھلاتی ہے۔"

"لبی ختم کرو۔ میں نے یگانہ اشروع کر دیا ہے۔"

"شاپاش۔ اسی طرح آگے بڑھتے رہو۔"

"بُری دشواریوں سے وہ اس سطح جگہ تک پہنچ سکتے ہوں سے گاڑی

کا ہیوں زیادہ دوڑنیں تھا۔"

"وہ دل کیا ہے۔؟" میرا خوف زدہ پنجھے میں بولی۔

"وہی گاڑی جس پر بچے لایا گیا تھا۔"

"خدا کسے وہ کنجی آنکھیں سے نکالنا جوبل گئے ہوں۔" میرا بولی۔

"کنجی زبردنے سے بھی کوئی دُنیہ بہیں پڑے گا۔ البته اگر کنکی خالی ہوئی تو وہ لگتی

ہست پاہ آئے گی۔ جس کی وجہ سے ہم اس حال کو پہنچنے ہیں۔"

ایک پڑے سے پتھر کی اوٹ میں رُک کر عران نے ایک لکڑی اٹھا کر اچھا لگا۔

جس پر اس کے گرد کی آواز اپنی تھی اور پھر ستانچا گیا تھا۔

"یہ کیا رہے ہے ہم۔" میرا آپس سے بولی۔

"کہیں اُس پاوس موجود ہو گا تو اور ہر قدم پر ہو جائے گا۔" عران نے کہا اور اندر ہر

لیں اکھیں بچاڑھنے لگا۔ نزدیک و دوسری قسم کی بھی حرکت محسوس نہ کر سکا۔

"آٹھو اور تینی سے گاڑی تک پہنچنے کی کوشش کرو۔" اس نے یہاں پر یہاں کاٹا نہ کر کرہا۔

گاڑی میں بچہ جانے کے بعد کہلپاٹی ہوئی اور اسیں بولی۔ "جلد ہی کرو کہیں۔

وہ آئے جائے۔"

"اب مجھے گاڑی سے کہاں اتار سکے گا۔ خاموش بیٹھی رہو۔" عران نے کہا۔ "کہنی

نہیں میں موجود ہے۔"

دوسرے بھی لمحے میں انہیں اسٹارٹ ہوا تھا اور گاڑی جرکت میں اگئی تھی۔

"آس برو ڈو ڈو سو سوی شیراں پر چوری کا نازم لکھا یا تھا۔" میرا کچھ دیر بعد بولی۔

"وہ صرف معلمات حاصل کرنا چاہتا تھا۔"

"کیا اسی پیغام تھے اس کے کیم و فوچیلے تھے ہے۔"

"اپ تم بورک روکی۔"

"اوہ ... مجھے کی ... کوئی اور بات کرو۔"

"کیا بات کرنا ضروری ہے ہے۔"

"پتا نہیں کس قسم کے اُوں ہوں ..."

"مجھے اپنے اُوں بھوٹے میں شیئر ہے۔"

"تمہرے جب اس کے منہ پر چھاڑن بچھی کا تھا اگر اسیں کن پل جاتی تو کیا ہتا۔"

"بھاڑکی لاشیں دیں پڑی رہ گئی ہوتی۔"

"میں خواہ مخواہ ماری جاتی۔"

"بھرپور کچھ دلوں کے لیے کہیں اور سچی جاؤ۔ اب تو یہ قصہ ملک نظر لے گے۔"

”آخر وہ کسی تصدیر ہے؟“

”شاید تم جاسوسی ناول نہیں پڑھتی۔“

”مجھے دلچسپی نہیں ہے۔“

”لبس تو پچھے کوں ہو جاؤ۔“

”کیا مطلب...“

”یہ معاملات تمہاری سمجھیں نہیں آئیں کہ۔“

”لکھن میرے لئے بھی تو خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اگر اس وقت تم نہ ہوتے تو میرا نہ جائے کیا حشر ہوتا۔“

”میرے پہنچنے سے قبل کیا یا تمی ہوئی تھیں۔“

”پچھے بھی نہیں؛ وہ میرے کسی سوال کا جواب ہی نہیں دیتے تھے۔ اور وہ اردو دل انگریز تو تمہارے پہنچنے کے بعد بھی دکھانی دیا تھا۔“

”ٹنکی کی پروپریتی نہیں معلوم ہوتا کہ ہم شہر تک پہنچ سکیں۔“

”چھپ کر لیا ہو گا پہنچ۔“

”جہاں بھی گاڑی رکی دہاں سے پیدا۔“

”ہو سکتا ہے ڈگی میں فاتح پروپریتی موجود ہو۔“

”وکیا ہا جائے گا۔ اب تم اونچھنا شروع کر دو۔“

”کیا چھوڑ کھا گئے کا ارادہ ہے؟“

”خیال پر انہیں ہے۔ تمہاری وجہ سے رات کا لھانا بھی گیا۔“

”مجھے افسوس ہے۔“

”تمہارا افسوس میری آنکوں کے کسی کام نہیں آ سکتا۔“

”واقعی اب شرمندگی کی وجہ سے اونچھنا پڑے گا۔“ اُس نے کہا۔

پشت گاہ سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

وزارت خارجہ کے سکریٹری سر سلطان اپنی خوبگاہ میں بے خبر ہو رہے تھے۔

اپنے فون کی گھنٹی بیجی اور بھی بیجی رہی۔ دیر سے سوئے تھے۔ اس لیے آنھتے

آنھتے بھی گوکیاں گل بیت گئے۔ سلیمان بھنجلہ میٹھوں کے ساتھ رسموں کی دل سے اٹھایا۔

”وکھی کی لات کھانے والا۔“ دوسرا طرف سے آواز آئی۔

”کیا کوئی اپا ہے... کون ہے۔“ وہ سر جھٹک کر دھاڑ سے اور نیند کے ساتے

انڑات اُن کے ذہن سے کافر ہو گئے۔

”مجھے چار سے کے علاوہ اور کوئی پوست کتا ہے۔ جناب عالیٰ۔“

اُس بار انہوں نے عمران کی اواز پہچان لی اور رات پیس کر رہ گئے۔

”لکھا جائے اس وقت۔“ وہ ماڈھنچ پیس میں غائب ہے۔

”ساڑھے ہیں۔“ دوسرا طرف سے آواز آئی۔ ”سوادھانی گھنٹے میں الائچ۔“

کلیہر مل سکی ہے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ میں سردار گڑھ سے بول رہا ہوں۔

”کیا بات ہے؟“

”اصحوری کی کہانی سے دو میان سے باہر کیسے گئی۔“

”میں خود بھی مخفی ہوں۔ بات فاران پر میں تک ہیچ لگی ہے۔ آج رات

ایک غیر ملکی ریڈیو اسٹیشن سے اُس سے تخلق ایک منکر بھی نشر ہوا تھا۔

”اوہ میرا اسٹار اسٹر جو تے پہرتے رہ گیا۔“

”کیا کوئاں ہے... شماستا...“

”یعنی شامت میکنی فائیڈ...“

”سنگوں میں سوتے سے اٹھا ہوں۔“ وہ بہت زور سے غائب اور عمران

اپنی بیجنی دہرانے لگا۔

دو تیر اس سلسلے میں کیا کر رہے ہیں پورا ۔ ”سر سلطان نے پوچھا ۔
”فی الحال بھاگ لھڑا ہوا ہوں ۔ صحیح کو دیکھوں کیا کر جھکتے تھا میں
مجھے لیتھن پسے کہاں کہا جائیں گا ۔ میر اس کے لئے کیا اور اس کے لئے پر
میں بھی نہیں مل سکتا ۔“

”تصویر کہاں ہے؟“

”آپ کی بہایت کے مطابق آئیں آئی والوں کے جواب کردی گئی تھی ۔“
”فارن پریس میں اس کا پروپینڈا ہو جانے کے بعد ہم دشواری میں
پڑ گئے ہیں۔“

”تکوں اور جھکتے عران نے سوال کیا ۔“
”مشرقی اور مغربی ہرمنی کے سفارت خانوں کے عنانہ سے اس سلسلے
میں تک و دکور ہے ہیں ۔ آئی میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ تصویر اُس کے
حوالے کر دی جائے۔“

”چھوٹش!“

”بہر حال بات جھکڑے کی ہے۔“ سر سلطان بولے
”ان کے علاوہ کچھ اور علاکت بھی اس میں دلچسپی کے سکتے ہیں، روز افغان
کی سیکرت سروس سے تعاقب رکھتی ہے۔“

”تم فی الحال یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ یہ خبر کسی فارن پریس کے عنانہ
تک پہنچنے۔“

”مخفی مارکام ہے۔ اور اب اس سے فائدہ ہی کیا۔ بہر حال خبر پہنچ گئی ہے
اور گدھی کے چاہئندے والے حرکت میں آگئے ہیں۔“

”آخر اس تصویر میں ہے کیا؟“

”ابظا ہر ایک گدھی اپنے بچے کو ددھ پلار ہی ہے۔“

”لیکن درحقیقت ...“

”اب جناب! میں اتنا لگا گز راجھی نہیں ہوں کہ گدھی اور اس کے نتے پر
لیس رج کرنے پیدھ جاؤں گا۔ میر سکندر کے قوم مغرب گدھی اور اس کے نتے
سے کسی فرم کا جذبائی لگاؤ رکھتی ہوں۔“

”فضول پاپیں مت کرو شیراں کے لا حظین پر کڑی نظر رکھو۔“

”میں نہیں تھا۔“

”اُس کی تیکریتی کے بارے میں کیا خیال ہے؟“

”سافالی ریگت کے علاوہ اُس میں اور کچھ نہیں کھا۔“

”پھر وہی بکو اسی پوچھ رہا ہوں کیا وہ اس سازش میں ملوث ہو چکی ہے؟“

”سینی کچھ نہیں ہے جناب اشیراں کے تینوں بادی کا دار زخمی نظر انداز
نہیں کیے جاسکتے۔ اُن میں سے کوئی بوزرا کا آدمی بھی ہو سکتا ہے۔“

”کسی پر شہید ہے...“

”زخمی پر! میرا خیال ہے کہ دھرم خدا اُس کا اپنا لگایا ہوا مختار مزید اعتماد
حاصل کرنے کے لیے۔“

”ہو سکتا ہے۔“

”لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میرا کام ختم ہو چکا ہے۔“

”تم نے خود میں فیصلہ کر دیا۔“

”میرا کام مقام شیراں کا راز دریافت کرنا اور اس سے جو کچھ حاصل ہوا
تک پہنچنے۔“

”مخفی مارکام ہے۔ اور اب اس سے فائدہ ہی کیا۔ بہر حال خبر پہنچ گئی ہے
اوگدھی کے چاہئندے والے حرکت میں آگئے ہیں۔“

”لیکن میرا مسئلہ روزا ہی۔ اگر زخمی طارق اُسی کا آدمی ہے تو ابھی میرا کام
ختم نہیں ہوا۔“

”لکھی بات پر جو گے بھی۔“

باقھیں لیے اُسے گھوڑت رہ گئے تھے۔

چھپر اسامنہ بنا کر رسیور کر دیا پر کھا اور استرپ لیٹے بھی نہیں پائے تھے کہ فون کی لکھنی دوبارہ بجئے گئی۔

”مجھے تواب دریا چار منٹ لے ہی یعنی چاہیے“ وہ دانت پیس کر طردیا شے اور رسیور کر دیا۔

”سلطان اسپنگ...!“ انہوں نے مانی تھی پیس میں کہا۔

”جہل والی زیب!“ دوسرا طرف سے آواز آئی۔

”اوہ... اس وقت... خیریت...!“

”تمہارا دادی کہاں پہنچنے نے باول دے سو فیسرے آدمیوں کے ہوا کے کی تھی؟“

”سردار لگتھے میں۔“

”اس سے کہو کہ ہم سے رالبط قائم کرے۔“

”کوئی خاص بات...!“

”وہ آفیس تقلی کر دیا گیا جس کی تحییل میں تصویر تھی۔ اور تصویری بھی غائب ہو گئی تھی۔“

”تو اس میں ہیسرے آدمی کا کیا تصور؟“

”فاران پریس تک بیباٹ کیسے ہوئی؟“

”بھی سوال میں تم سے کرنے والا تھا... اولڈ ٹرائے۔“ سلطان نے ناخوشگوار بیچے میں کہا۔

”ہم اس سے صرف بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ فاران پریس تک بیباٹ کیسے ہوئی؟“

”وہ اس کا جواب نہیں دے سکے گا۔ کیونکہ کچھ دیر پہلے وہ بھی سوال مجھ سے کر چکا ہے۔“

۳۰
”اس بات پر ابھی تک جا گرا ہوں کہ سافری رنگت بھی مجھے شاعر نہیں بنائی۔“

”عراں، آدمیت کے جانے میں رہد۔“

”اس سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ آدمیت کا جامہ درندگی کے علاوہ اور

کچھ نہیں ہے۔ جیسا میں اخلاقیات کی کمی ہی کشیدہ کاروں کیوں نہ کروں جا۔“

”نینڈ اور درندگی کے علاوہ آدمی کے پاس اور کچھ بھی نہیں ہے۔“

”تم مگھاس تو نہیں کھا گئے۔“

”درند سے گھاس نہیں کھاتے۔ البتہ بے چاری کو ہی... اوہ خدا کی پناہ

شاندیں واپسی سنا کام ہوں۔ بہرحال کہنے کا یہ طلب ہے کتفیش کو آگے

بڑھانے کے سلسلے میں آئیں آئی والوں سے گمراہ بھی پوست کا ہے۔“

”کیا طلب...!“

”اس قصیہ کے قارن پریس تک بہنچے کے دوپی ذریعے پر ملکے ہمیشہ را

کے لا حصین یا خود آئی ایں آئی والوں کی کوئی لعنتش...!“

”تم اس کی پروواہ مت کرو۔“

”بھی بھی معلوم کرنا تھا۔“

”اتھی سی بات کے لیے تھے آئی دری تک انجھا سے رکھا۔“ سلطان پھر گز

ہو گئے۔

”گھر ہی نے میری عقل خبط کر دی ہے۔“

”و تمہیں اس میں کوئی بخوبی بات اظہر نہیں آئی۔“ مجھے اس پر سمجھتے ہے

”وکسی خاص بات کی روشنائی میں دامت تک نہیں کرسکوں گا جب تک

اپنے محکم کی بیسویں شیری تک نہیں پہنچ جاتا۔“

”اوہ... تو اس کا یہ طلب...!“

”خدا حافظ!“ کہہ کر عراں فر رالبط مقتطع کر دیا تھا اور سلطان ر

لیکن وارثی صفتی تھی۔ ”عمران نے پرتفکٹ لیچھی کہا۔

”ناک کی مخصوص بناوٹ کی بناء پر اُس کی شناخت ہوئی ہے۔“

”شامِ راکٹ پر بیٹھ کر بیان آیا ہے۔“ عمران نے احمدزادہ انداز میں کہا۔

”کیا بات ہوئی...“

”پہلی رات ہی توپی بیسی سے اس تصویر کے بارے میں مندا کرہ افسوس ہاتھا۔“

اور کچھل رات ہی وہ بھی سے اُنچھ پڑا۔ مندا کرہ شستہ ہی راکٹ پر بیٹھا اور پلک جھینکتے شرار لگنے کے لئے گیا۔

”کیا پہلے سے بیان موجود نہیں ہر سکتا ہے؟“

”اگر پہلے سے بیان موجود مقام پر چھ مارا جو دو کوئی کام ہو جاؤ۔“ مندا کہا ہوا جاتا ہے۔“

”پشاں نہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟“

”سوال تو یہ ہے کہ وہ بیان پہلے سے کیوں موجود تھا۔“

”آپ تو اس انداز میں کہہ رہے ہیں جیسے ہم بیان اُس کی موجودگی کے ذریعہ دار ہوں...!“

”کوئی نہ کوئی تو ذمہ دار ہو گا ہی۔ آپ مجھے اس دیڑ پار کر کر کے بارے میں بھی کچھ بتائیے جو حقیقی کردیا گیا۔“

”بھروسہ... یہ ہست محتاط آدمی تھے۔“
”پینک ان بی کی تحریل میں تھی۔؟“

”جی ہاں...!“

”لیکن آسے گھر پر رکھنے کی کیا مدد و روت تھی؟“

”وہ خفیہ تحریکوں کے مہار تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ تصویر کے شیڈز میں

کوئی نقش تھی۔ لہذا اُن کر چرول کی اجازت سے وہ اُسے گھر لے گئے تھے۔

تاکہ اُس زیادہ سے زیادہ دقت صرف کر سکیں۔“

”اس فلم کے نقش کا شیڈ ہوا تھا، ملکہ کا خفیہ خزانہ کیا تھا ہے؟“

”وکھیو سلطان بیٹھے! ان معاملات میں تم مجھ سے زیادہ تجسس کا انتہی بوجھے“

”لیکن میں اپنے اُس آدمی کو تجسس کا شریعت مسمیت ہے۔“

”آخر ہے کون؟“

”علی عمران!“

”اوہ... تب تو سوچنا پڑے گا لیکن تم اُس سے کہو کہ جلد از جلد تم سے رابطہ قائم کرے۔“

”پھر یہ پڑے وہ سوار گذھ میں مرتے بچا ہے۔“ سلطان نے کہا

اور آئی ایس آئی کے ڈاٹری کی طرح لکھ رعنائی سنانے لگے۔

”وہاں مشتملہ“ دوسری طرف سے آواز آئی۔“ نام فرضی بھی ہو سکتا

ہے۔ مجھے بتا کر وہ سردار گذھ میں کہاں ملے گا؟“

”انہاڑ کرنے کے میجر سے رابطہ قائم کرو۔ وہ مہاری کاں ریڈاڑک

کر دے گا۔“

”اوکے... چیکن اس۔“ دوسری طرف سے سلسہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

سلطان رسیدر یا تھے میں لیے کچھ سوچنے پڑے اور پھر اسے کر ڈیل پر کہ کر پوششی

انداز میں سرپلائی کر دئے باقاعدہ روم کی طرف بڑھ گئے۔

آئیڈنٹیٹی کا سٹ ایکو ہمپٹ کے ذریعے وہ چھوپا کر لیا گیا اور عمران نے

اس کی تصدیق بھی کر دی لیکن اس کا اصل نام دہشت مشوہم نہیں تھا۔ آئی ایس آئی کے ریکارڈ کے طبق وہ مشرقی جرجمنی کا ایک سیکرت ایجنسٹ میکس پارٹیاٹ تھا۔

”وہ کئی مشرقی رہائیں روانی سے بدل سنا ہے۔“ لیکن بولاں نے عوالن کر دیا۔

”میکس پارٹی... ہو سکتا ہے سلطان کے مکملے میں بھی اس کا ریکارڈ موجود ہے۔“

”میرا کوئی خیال نہیں ہے میں آنای سنا تھا میں نے“

”حالانکہ آپ کو کبھی اس کا علم نہ ہوتا چاہیے تھا۔“

”میں براہ راست ان کا ماتحت تھا اور تمہری سے معاملات میں وہ مجھ سے

مشورہ لیتے تھے۔“

”کیا میں وہ جگد دکھو سکتا ہوں جہاں ان کی لاش ملی تھی۔“

”ضرور ہے مجھ سے کہا گیا ہے کہ ہر طرف آپ کی مدد کروں۔“

”شکریہ۔“

”وہ راست انہوں نے اپنی ذاتی تجربہ کاہ میں گزاری تھی۔“

”غالباً پینٹنگ پر تجربات کرنے کے لیے۔“

”ظاہر ہے۔“

”اور دیگر ان کی لاش ہمیں ملی تھی۔؟“

”بھی ہاں۔ کیا آپ اپنی حلیں گے؟“

”وہیں تیار ہوں۔ عران اُختنا ہوا اولیا۔“

”وہ باہر نکل کر سیاہ رنگ کی ٹھاری میں بیٹھ گئے کہن پرلاس نے انہیں اشارہ کر

”آپ نے بھی وہ تصویر دکھی ہو گی۔“

”بھی ہاں۔“

”میری تو ہبہت اپنی توہنگی کر اسی پیہودہ سی تصویر کے لیے اتنا پہنچا مرد ہو گیا۔“

”اکیا یہ غیر فطری بات تھی مسٹر عمران؟“

”قطیعی نہیں۔ اگر میں صاحبِ اولاد ہوتا تو یہ لطفیہ اپنے بھوک کو ضرور

سناتا اور میری ہی اسی کھنڈ کی سات پیشوں کو چھپا پہنچا کر رکھ دیتی۔“

”گویا آپ یہ کمنا چاہتے ہیں کہ تم دفتری راز اپنے خاندان والوں تک پہنچا دیتے ہیں۔“

کہن پرلاس نے خونکشوار بھیجیں کہا۔

”پھر یہ بات فارن پر لیں کے سی غاذی سے تک کیسے پہنچی؟“

”تصویر آپ کے ہاتھوں ہے تک پہنچی تھی اور آپ کے گرد پہنچ کر لوگ رکھتے تھے۔“
”میں نے اس کے امکان کو کبھی نظر نہداز نہیں کیا۔ ان لوگوں کو کبھی دیکھا جائے
ہے۔ جو میرے اس پاس تھے۔ لیکن اسے تو آپ سلیم کریں گے کہ مجھ فرمیں کام اعلاء دھکا
چھپا۔ نہیں بھتا۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”یعنی کہ وہ اس پینٹنگ کو اپنے گھر لے جاوے ہیں۔“

”ظاہر ہے۔... وہ اس طرح قتل کیسے کر دیجئے جاتے۔“

”قویہ بات بھروسہ تک آپ ہی لوگوں کے ذریعے پہنچ ہو گی۔“

”اس کے ملادہ اور دیکھا جا سکتا ہے۔“

”کتنے لوگوں کو اس کا علم کھٹا ہے۔“

”تم تینوں کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا۔“

”یعنی ذی۔ جی۔ آپ ... اور مجھ فرمیں ...!“

”جی ہاں ...!“

”ذی جی کا کم کر دیجئے تو مرد آپ دورہ جاتے ہیں۔“

”میں غرضدار شدہ ہوں اس لیے اپنے بچوں کو یہ لطفیہ نہیں سامان کھانا۔“

”بھر حال آپ کو لیتھیں ہے کہ یہ بات آپ ہی تک رہی تھی۔“

”اُسی طرح یقین ہے جس طرح خدا کے وجود پر ہے۔“

”اگر... تو پھر خود مجھ فرمیں ...؟“

”وہ ان دونوں اپنے بنگلے میں تھا تھے سنپتے کسی عورت کے ہیاں بارگز ہوئے تھے۔“

”ملازمیں ...“

”تین عدد... لیکن اس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ انہوں نے ملازمیں سے

اس کے بارے میں کوئی اگفتگی کوئی ہوتی۔“

”میں تک آگیا ہوں۔“ عران حشمتی سافی سے کربولا

کیچیں بولاں کنکھیں سے اُس کی طرف دیکھ کر رہ گیا تھا۔ یہ معلوم کرنے کی
کوشش نہیں کی کہ اس نا ملکی عجیب کام طلب کیا ہے کہ اسی تیز فنازیت راستے پر کوئی ممکن
» واقعی تنگ آگی ہوں ۔“ عرانِ نکوڑی جسی بند بولا۔“ میری زندگی میں جراحت اور گشت
خون کے غلازوں اور کچھ بھی نہیں ہے مارپ لگ اور ایک آدمی کو گل فرینڈ بھی پالیتے ہیں۔“
”اگر آپ کا شارہ خصوصیت سے میری طرف بے قسم بچے کوئی گل فرینڈ نہیں۔“
بھی نہیں رکھتا جسے میں نے پر لطفیہ ستاد پا پورا۔
”میرجھ فریمہم بارے میں کیجاں ہے؟“
”میں آن کی بچی زندگی سے مشتعل صرف اتنا ہی جانتا ہوں کہ میں بچوں کے باپ ہو۔“
”اور ان دونوں نئے نئے باپ سے بہت دُور تھے؟“
”آپ کہتا کیا جاپتے ہیں؟“
”شادی شدہ اُگ بھی اگل فرینڈ رکھتے ہیں۔“
”میں یعنی کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ میرجھ فریمہم اس معاملے میں کس نہ کے آدی تھے۔
”ذکر کرتے تھے؟“
”مکمل ہے کہ تے ہوں۔ میں نے اس پر بھی تو چہ نہیں دی۔“
”خیر... خیر...“
”پتا نہیں آپ اس پتیجہ پر سچ رہے ہیں۔“
”کبھی کبھی ہم خود ہی اپنے لیے مرد کا چندہ تیار کر لیتے ہیں۔“
”لیتھی آپ سیکھنا چاہتے ہیں کہ خود میرجھ فریمہم ہی نے اُس پتینگ کا ذکر سے
کر دیا ہوگا؟“
”کیا اس کا اسکان نہیں ہے؟“
”ہستا ہے۔“ کیچیں بولاں نے پر لشوٹیں لے جائی کہا۔
وہ مزملی مقصود پر سچ پکھتے تھے کہ بیٹاں بولاں نے کافر اور کیچھ فریمہم کے خاندان
ولے والیں اگرچہ متنہیں تھے کہا مغل مغل کردی گئی تھی۔ کیچیں بولاں نے جو گاہ کا قلعہ کھو

بھر فہم بگلکیں تھا ہوتے تھے۔
”اس رات بھی آنہوں نے اپنے اس معمول کو صورت پر لایا تھا۔
”جی ہاں۔ وہ دوچھ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں اور ان کی دلست میں کافی بعد میں
کیا ہاں جھیں آیا تھا۔
”اس کے بارے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا یا کہا جا سکتا ہے؟
”جی نہیں...“
”وس بچکے بعد بھی لوگ ملنے کے لیے آسکتے ہیں۔“
”تم نے ہمی خیر پر قائم کیا ہے کہ مجھ فہم قاتل سے واقع تھے۔“
”وہ عکس کا کوئی ایسا ادھی بھی ہو سکتا ہے جسے پینگل کے بارے میں
لمر رہا ہوتا۔
”میرے اور وہی۔ جی صاحب کے ملا وہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔“ کیون براں سے
ٹھنڈی کی مگر ابھت کے ساتھ بولا۔
”اپ تو قاتل ہو ہیں نہیں سکتے۔“ عران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔
”کیوں نہیں ہو سکتا۔ میر عران۔ اپ مجھ کیا جائیں۔“
”جن کی آنکھوں کی بنادوں قاتل ہوئی ہے۔ وہ حصہ قتل نہیں کر سکتے۔“
”اس اظہار خیال پر پیش شماروں یا اپ کا شکریہ ادا کروں میر عران بچا۔
”کیا میں ہیاں کی چیزوں کو قریب سے دیکھ سکتا ہوں۔“
”خود... خود...“
بھر عران تھر گاہ کی مختلف چیزوں کا جائزہ لیتا رہا تھا اور کپٹن براں
اے اسیاظروں سے دیکھ جا رہا تھا جیسے وہ کوئی ٹھوپہ ہو۔
”ھٹکڑی دی بعد عران پھر اسی کے قریب، کھڑا ہوا اور اس نے کہا۔“ ہم نے
ہیاں افتیش کا کوئی اسکانی پہلو نظر انداز نہیں کیا۔
”میرا بھی ہی خیال ہے۔“ عران نے پُرشوشن لمحے میں کہا۔

”جی ہاں...“
”ایسے حالات میں بھی جب مجھ فہم بگلکی میں تھا ہوتے تھے ہے۔“
”جی ہاں۔ ملمازوں نے بھی بتایا ہے۔“
”بڑی عجیب بات ہے۔ تھا ہوتے کہ صورت میں انہیں کم از کم باور پی
کو تو بگلے ہی میں رکھنا چاہیے تھا۔“
”لیکن ایسا کہی خوبی ہوا۔“
”یعنی صورت پر تھے پر چاہے وغیرہ خود ہی بتایتے ہوں گے۔“
”ظاہر ہے۔“
” تو کراس رات کس وقت بگل سے گئے تھے۔“
”حسب معمول بس رکھے۔“
”عران خاموش ہو گیا۔ اس کی نظر اس جگہ جگہ بھی بھتی۔ جہاں فرش پر لاٹ کے
گرد چاک سے نشان ڈالے گئے تھے۔
کپٹن براں نے کہا۔ ”آثار کی پریقمعی نہیں کہا جا سکتا کہ قاتل ملمازوں
کے پڑے جانے کے بعد بگلے میں داخل ہوا ہر شکی کھڑکی کا کوئی شیشہ وٹا ہوا میں
ہے اور کسی دروازے کو بے قاعدگی سے کھوئے جانے کی شہادت میں ہے۔“
”اس سے آپ لوگ کس نتھے پر پہنچے ہیں ہے۔“
”یا تو قاتل پہنچے ہی سے بگلے کے کسی حصے میں چھپا ہوا تھا یا پھر فہم نے
خود ہی اسے بگلے میں داخل ہونے کی اجازت دی ہوگی۔“
”ہوں!“ عران پر انکار انداز میں سر ہلا کر گیا۔
”اے! سلسلے میں ملمازوں کا کیا خیال ہے نہ۔“
”آنہوں نے قاتل کے پہنچے ہی سے بگلے میں موجود بڑے کے خیال کو متعدد
کر دیا ہے کیونکہ وہ بگلے کا کوئی شکر و شدید کر اپنا اطمینان کر پیش کے بعد سی خصوصیت
ہوئے تھے۔ خصوصیت سے آن اوقات میں اور زیادہ محاط و محاجاتے تھے۔ سبب

”فی الحال اس سے ہبھر راستیں نہیں ہو سکتی کہ آپ بھجتے ہنہا چھڈ دیں۔“
”یہاں تحریر کاہ میں؟“

”تمہیں ڈاشنک رومنی۔“

”اوہ تو آپ خاندان والوں سے بھی پوچھ گئے کہیں گے کہ حالانکہ وہ لوگ ہیں
نہیں تھے۔ آج بھی سچ دالیں ائمہ۔“

”کیمپن بلال پڑھتے۔“ عران ہاتھ اٹھا کر رہ گیا۔

”اچھی بات چلیے۔ یہیں کیا جیگم فہیم سے آپ کا تعارف ہمکار کرنا پڑے گا۔
سرگزہ نہیں۔ میں آپ مجھے درانگ رومنی چھوڑ کر چلے جائے گا لیکن
شہر سے آپ تھے مجھے اُس ملازم کا نام بتایا ہی نہیں وہ تجربہ کاہ میں سفافی رکھتا ہے۔“

”سردار...“

وہ تحریر کاہ کو مقابل کر کے عران کو درانگ رومنی کے آیا اور آہستہ سے بولا۔
”بیگن فہیم سے گفتگو کرنے کے سلسلے میں ذرا مخاطر پہنچے گا۔“

”میں نہیں سمجھتا ہے۔“

”غیر معمولی شاپ کی خالتوں ہیں۔ ان کی انکھوں میں آپ سکی سی نے آنسو
نہیں ہو سکتی۔ حمدہ جگہی کی اس موقع پر بھی وہ بیدار پسکون نظر ارسی ہیں۔“

”بہت غصہ دردی کیا؟“

”نہیں اسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔“

”تجھے فہیم سے کہتے تھات تھے۔“

”خوش گوار...“

”اچھی بات ہے۔ آپ سردار کو سیرے پاں بھیج کر چلے جائے۔ اسی کے تسط

سے میں بھی فہیم سے بھی رابطہ تھا۔“ کروں گا۔

”سیرا کا روز رکھتے۔“ کیمپن بلال نے کہا۔ ”جب بھی بیری مزدودت ہو رنگ کر

لیجیے گا۔“

”پرست مارکم کی روپرث کے طلاقی کوئی بہت قریب سے دل کا نشاہرے کر
چلا۔“

”بھی ہاں۔ اُنہوں نے فاٹکی آواز بھی نہیں سنی تھی۔“ عران بولا۔

”سائیلینس...!“

” غالباً سائیلینس بھی استعمال کیا گیا تھا۔“

”اور یہاں اسی کوئی تحریر آپ تو گول کو نہیں مل سکی جس سے قاتل کی نشاندہی
پورکے ہے۔“

”جی ہاں! وہ بے حد مخاطب تھا کہ انکھیں کہ نشاتات تک نہیں چھوڑ سے
کیا تھیں ملکاں ایک بھی کمرے میں سوتے میں ہے۔“

”نہیں تھیں کے کمرے الگ الگ ہیں۔“

”لہذا کوئی اس کی شہادت بھی نہیں مل سکتا کہ وہ رات بھر اپنے کروں
ہی تک محدود رہتے ہوں گے۔“

”آپ کیا بہنا چاہتے ہیں؟“ کیمپن بلال اس اسے غریب سے دیکھتا ہوا بولا۔

”یہ معلوم ہے۔“ کمرے کے حد مذروا پر کہا کہ ان ہیں سے کوئی رات کے جھٹے میں اپنے

کمرے سے نکلا اور نہیں تھا۔“

کیمپن بلال تھہ زبرد بولا۔ وہ بھی سوچی میں پڑ گیا تھا عران نے کچھ در بعد کہا۔

”خوب ہے۔“ آپ مجھ پر بھوڑ دیکھتے اس لیے آپ کو مجھے میں بھوڑ جانا پسے گا۔“

”میں آپ کا مطلب نہیں سمجھتا۔“

”لیں آپ جائیں۔“ عران سر بال کرو بولا۔

لیکن وہ خاموش کھڑا عران کو دیکھتا رہا۔

”میں پہنچ طور پر کامن کے خادی ہوں کیمپن۔“

”مجھ سے کہا گیا ہے کہ آپ کو اس سڑت کروں۔“

عمران نے کاروائے کر کیا اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کے جاتے ہی اس کے چہرے پر ماحقول کے ڈنگرے پرستھ لے۔
مھوڑی دیر بعد ملا مس سردار ڈنگر کو میں دخل ہوا عوان بالمراد خوش شکل تھا۔ امکھوں کی بینادست سے کسی قدر زیاد معلوم نہ تھا۔
فرما یہ جتاب۔ اس نے عران کو لغور دیکھتے ہوئے کہا۔
عران نے اعتماد از ای اسے قرب آنسے کا اشناز کیا اور ڈنگر کا اس کے کام زیادہ سے بولا۔ میکھ فرمہ تو سے غوش نہیں معلوم ہوتی۔
وہ چونک کر کچھ ہٹ کیا اور عران کو اسکے صافی نہیں کیہے۔
خیر کرنی بابت نہیں عران اپنی ادا نیں بولا۔ بخوبی کاہ کی صفائی نہیں کیہے۔
بچاں جتاب؛ اس نے جاب دیا لیکن اس کی امکھوں میں الگین کے اشارے نظر آنے لگے تھے۔

وہ کسی اچا کریس قرب بیٹھ جاؤ۔ عران چھراست سے بولا اس طرز
چاروں طرف دیکھنے لگا جسے خدشہ کر کہیں کرنی تھیں ابھی تو ان کی نشانہ نہیں رہا۔
سردار نے بچا پاتھر سے لعینی کی تھی۔ عران نے بیٹھنے موئے سرگوشی کی۔
قلل والی رات کو مکن و دفت دوبارہ بیکھی میں اے تھے۔
”غم۔ میں... جج... جی... نہیں تو...“
”یہ تھل کا سعادت میں سردار سیکھ فرمی تھی خود دارخداون ہیں اس لیے وہ کبھی اپنی زبان نہیں کھولیں گی حلال وہ سب کچھ جانتی ہیں۔
سردار شوك بچل کر دیا۔

”وہ اپنی زبان نہیں کھلیں گی اور تم جنی نک ادا کرو گے سپھ جانتے ہوں کیا ہو کا؟“
سردار کو سرپل۔ اپنے بوسون کا بھار نظر لئے نگاہ تھا۔
”چھری ہو گا اسے وفادار طازم کر تاکی سزا نے سنج جائے گا۔“ عران نے آہرست کہا۔
”م۔ میں پاگل ہرجاڑوں کا جتاب۔“ وہ بھرا بھوئی اواز میں بولا۔

”اچھا تو۔ اپنے کاروائیں چلے۔ میں بھی ہباں بات کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔“
”بہت اچھا جتاب!“
وہ اندر انگردم سے نکل کر اس مرد سے بخوبی تھے کہ عجب سے اکٹ نوافی
وازانی۔ سردار کہاں جا رہے ہیں۔ اور یہ کون صاحب ہیں۔ ”عران بکھلائے ہوئے
اندر میں مرٹا۔ بائیں جاب واسے اور واڑے میں ایک صحت مند اور بجیہ عورت کھڑی
ظراہی۔ ستر سس اور چالیس کے درمیان رسی بڑی گی۔
”آداب بجا لانا اعلیٰ ہے۔“ عران نے بہت زیادہ بدحواسی کا مظاہر کرتے
ہوئے کہا۔ مجھ بتا گیا یہ کہ سردار تحریر کاہ کی بھی دیکھ جمال کیا کرتا تھا۔ لہذا اس سے
پھر باتیں کرنی ہیں۔
”آپ ہیں توں...“
”میں پر اتوں فکس کپی کا نام نہ ہوں۔ تمہرے سیکھ صاحب کو ایک مخصوص قسم
اندر جو کچھ دلوں کے پیشہ دار تھا اسی کے بارے میں پوچھ چکر دیتے ہے۔“
”اس کے بارے میں کیا پوچھ کر دیتے گا۔“
”وہ اندر جو تحریر کاہ میں موجود نہیں ہے۔“
”ہر قسم کی لفکشہ بیری موجود گی میں برق۔“
”بہت بہت سیکھ صاحب۔“ عران نے کہا اور سردار کی طرف تھکر بائیں آنکھ
دبائی اور سپھ بولا۔ ہاں تو میاں سردار وہ اندر جو کہاں پسے جس پر شریعت مارک کے
ٹھہر پر اُرچی بھری جو چکار تحریر کی تھی۔“
وہ سرکھ جاتا ہوا بولا۔ ”جی... مخا تو... میں نے دیکھا تھا۔“
”ایک منت۔“ عورت بات تھا اسکا تھا کہ پر بول۔ ”آپ کیکن براں کے سامنے آئے تھے؟“
”بھی ہاں۔ وہ اندر جو بہت قبیلی مقا میں بچر کاہ میں موجود نہیں سے کہپن
برلاں جلدی میں تھے۔ اس لیے پوچھ چکر کے لیے سردار کو ہر سے ہوئے کر کے بیٹے گئے۔
”تو آپ پوچھ چکر کے لیے اسے کہاں لے جا رہے ہیں؟“

کام بے حد اسان ہو گیا تھا۔
 ایک ایک کر کے کئیں کوارٹرز نیک ہی قطاری میں واقع تھے اور ہر کرسے کے
 آگے صحنِ مقامِ حسین کی دیواری زیادہ اور پتھری تھیں۔ وہ پہنچنے سے معلوم کر جکا تھا کہ
 سردار کس کو کوارٹر میں رہتا ہے۔ دوڑاڑے پر دستِ نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس لیے
 صحن کی دیوار پر بھلا گلہی پڑی۔ کرسے میں مدد و مشیٰ تھی۔
 کوئی نہیں کی اواز سنی تھی۔ سردار بارہ نوکل آیا۔
 ”شورتِ مچانی ہیں یہوں اندازِ حوالا...“ عران آئیتہ سے بولتا۔
 ”و دیوار پھلا ہاگ کر۔“

”و تم کچھ سی چکے مو کر بیگم صاحبہ مباری کتنی کڑی تھی؟ عران کر سی ہیں۔ خیراب اطمینان
 سے باتیں ہوئیں اور تم سی خسارے سی جیسی سر ہو گئے کیونکہ میں مجھ فیض کے چکے کا آدمی
 نہیں ہوں۔ میری لفظیتیں میری ہیں ذلتک محدود ہے۔ اگر غایب اتمم میر امطلب مجھ
 لگئے ہوں گے۔“

”جج۔ جی ہاں۔ چلپے اندر چلپے۔“ دیکھاپی ہوئی آوازیں بولتا۔
 ایک شکستہ حال کی سی پر عران کو بھاتے ہوئے کہا۔ ”بیگم صاحبہ ہر وقت چکس
 رتی ہیں لیکن مجھ حیرت ہے جناب کا انہوں نے اچھا کہ وہ بات تے مجھ صاحب کے
 منہ پر ڈالا اور نہ مجھ سے سی کچھ کہا۔“
 ”بریتے دل اگرست کی عورت پر حرف آئے۔ خیراب تم مجھے لفظیل سے بتاؤ تاکہ یہ قابل
 پہنچا ڈال سکوں۔“

”میرے علاوہ اور کوئی اس کے بارے میں نہیں جانتا۔“
 ”میرا بھی اندازِ تھا۔“

”بہت دونوں سے وہ یہاں آئی جاتی رہی۔ صاحب نے صرف مجھے رازدار
 بنایا تھا۔“

”یہیں لالا پر ساندھ کچھ مٹھن سی جھوسی ہو رہی تھی۔“
 ”خیل اس انداز پر کے بارے میں کیا جانتے ہو؟“ عورت نے براہ راست
 سردار سے سوال کیا۔

”مم۔ میں... جی بس دیکھا تھا۔“

”اپ وہ کہاں ہے؟“

”جی... جی... میں نہیں جانتا...“

”باتِ ختم ہو گئی۔“ عورت نے عران سے کہا۔

”میں تو مفت میں مارا گیا۔“ عران کرایا۔ ”ذاتی تعقات کی بناء پر میں نے وہ
 انداز بر کچھ دوڑ کے لئے مجھ صاحب کو دیا تھا۔“

”کیا قیمت تھی اسی کی...؟“

”قیمت۔ قیمت تو کھیلاگ دیکھ کر بھی معلوم ہو سکے گی۔“

”وکیکہ بتائیے۔ قیمت ادا کرو یا جائے گی۔“ عورت نے شکاپ پہنچا کیا۔
 ”عران پر خوشی ظاہر کرتا ہوا بولتا۔“ بہت بہت شکریہ۔

”جا گئم اپنا کام دیکھو۔“ عورت نے سردار سے کہا اور وہ سر جھکاتے ہوئے
 اندر چلا گیا۔ ساتھ ہی عورت بھی دوڑا سے میں ملکی اور عران اس طرح مٹھے چلانے کا
 جیسے کسی کا دعی کسلی چیز کا ذاتی قیاد اگیا ہو۔

رات کے گیارہ بجے تھے اور مجھ فیض کا نگلہ تارکی میں ڈوب گیا تھا۔ البتہ
 کپاونڈ کے پھاٹکے میں بکب کی مدد سی روشنی تھی۔ بیکار کو کوئی کہیے ہوئی تھی۔
 عران نے تارک حصے والی کپاونڈ دال پھلا گلی اور سرمش کو اس کی
 طرف پڑھتا چلا گیا۔ خوش قیمتی سے مجھ فیض کے بنتکے میں کٹتھنیں تھے۔ اس لیے یہ

"جی نہیں نام تو۔۔۔ نہیں معلوم ہو سکا صاحب سے کبھی کچھ پچھے کی ہست ہی
نہیں پڑی..."

"مدرسی بات ہے۔ کیا عمر ہوگی...؟"
"ایس بائیس سال سے زیادہ کی نہیں ہے۔ جدت خوب صورت ہے صاحب"
"غیر ممکن ہے۔"

"جی صاحب۔ جوں ہرگی تکمیل صاحب اس سے جرم زبان پڑھ رہے تھے۔
اچھا تر ٹھوادر چپ چاپ میرے ساتھ انکل چلو۔"

"جی صاحب۔ میں نہیں سمجھا۔"
"تمہاری زندگی کبھی خطرے میں ہے۔ کسی وقت بھی تمہاری مرد واقع پوکھنے ہے۔"

"نہیں صاحب؟" اچانک وہ بے حد خوف زدہ نظر اتنے لگا۔
"لیکن کرو سم سماست قتل والی رات کریمہاں دیکھا تھا۔ مجھے تو اسی پر ہرست

ہے کہ تمہیں ان لوگوں نے زندہ کیتے چکردا۔"

"وہ اکیلی بھی صاحب۔ اور کوئی نہیں بھتا اس کے ساتھ۔"
"باتوں میں وقت نہ صانع کرو۔ چپ چاپ انکل چل دو۔ پھر اسے کا موقع

لیتی مسلم سنگھا۔"

بڑی دشواریوں سے وہ اس پر آمادہ ہوا تھا۔ ہر حال چوروں ہی کی طرح
وہ دو فوٹ دہاں سے رخصت ہوئے۔

"لیکن جناب آپ مجھے کہاں لے جائیں گے۔" میرک پر پہنچ کر سردار نے پوچھا
"میرے چہار رومگے۔"

"اور سہاں سے میری گشادگی کا کیا اثر ہو گا۔"
"تم اس کی فکر نہ کرو۔ سب تھیک ہی ہو گا۔"

"بیگم صاحبہ کی موجودگی میں بھی آئی تھی۔"
"کبھی بڑی جناب۔۔۔ بیگم صاحبہ مہاں ہیں جو ادنی کے لیے اپنے ماں کے جانی
ہیں۔۔۔ پرانی کیا ہوتا ہے کہ سب سے چھوٹا پچھا نافی کے لیے ترتیبے لگاتا ہے اور وہ غل
چانا ہے کہ تھیم صاحب کو جانا ہی پڑتا ہے۔۔۔"

"میرا بھی بھی خیال ہے اسے اسکا دیتے ہوں گے۔"
"میرا بھی بھی خیال ہے جناب۔۔۔"

"بہر حال وہ اس وقت آئی ہرگز۔ جب تم تینوں اپنے کوارٹر میں چلے آئے
جی ہاں۔۔۔ لیکن اس کے بعد مجھے چھوٹے سے جانپڑتا تھا۔ جانتے ہیں کہ

انظام کرنے کے لیے صاحب نے جو سے کہا تھا کہ وہ اس سے جرم پڑھتے ہیں
اور تمہیں کیا پڑھی کہ تھی اور کچھ بھتھتے ہیں۔"

"جی ہاں۔۔۔ لیکن جان جو کھو کا کام بھتا جان پر بنی تھی۔۔۔ کہ میں بات بیگم
صاحبہ کے کافوں کا نہ پہنچ جائے۔"

"تو وہ قتل والی راست کو بھی آئی تھی؟"
"جی ہاں..."
"تھتا تھی...؟"

"جی ہاں۔۔۔ میں نے تو اس کے ساتھ اور کسی کو بھی نہیں دیکھا تھا۔"

"تمہرے قیام کرنے کی کوشش تو مدد کی ہو گی کہ تمی کہاں ہے؟"
"کبھی کوشش نہیں کیں ایک بار اتفاق سے معلوم ہو گیا تھا۔ ایک دن بالا

میں دکھائی دی اور میں اس کے پہنچنے لگا۔۔۔ میں خواہ مخواہ سکا گیا تھا۔۔۔ اس طرح

کہ جگہ معلوم ہو گئی تھی۔۔۔"
"کہاں رہتی ہے؟"

"سی بریز کے پاس جو کشری اپارٹمنٹ ہی۔۔۔ انہی میں چودہ نمبر کا ایسا عنص

"نام جانتے ہو؟"

”تفصیل می چاہتے کی اجازت نہیں۔ درستہ تمہیں ہر فاتح خدائی اس کی تبریک بھی پڑھا دیتا۔ اب کام کی بات کرو۔“

صدر نے مقابله رپورٹ دینی شروع کی اور اس کے خاموش ہونے پر عران کی آواز آئی۔ ”اب تمہیں اس کی سرگرمیوں پر نظر رکھتے ہیں۔ ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس کے ملنے جملے اولوں میں کتنی ایسا اندی تو تینیں ہیں جس کی ناک کے باشیں لفظی میں چھپا اس شکاف ہو۔“

”بہت بہتر۔“

”اگر کوئی ایسا مد نظر آجائے تو مجھے فراہ مطلع کرنا۔“
”آپ کمال میں گے ہے۔“

”لیلی کی کلی میں۔“

”کیا مطلب ہے؟“

”تمہارا دماغ تو تمہیں جل گیا۔“

”میں نہیں سمجھتا ہے۔“

”ہوش میں پورا نہیں تھا مجھ سے لیا کام طلب پوچھ رہے ہو جبکہ قوم کا پچھہ جانتا ہے کہ وہ کون تھی۔“

”سوال یہ ہے کہ اس کا آپ سے کیا تعلق ہے؟“

”اپا یہ قاعدہ سے کی بات پوچھی ہے تم... تو شکوہ تمہارے پاس میرے جنہیں بھی نہیں اُن کی میں سے سی بڑی پر فرور مل جاؤ گا۔“
”لیلی والی بات پھر بھی رہی جاتی ہے۔“

”میرے فلیٹ سے جو راستہ مکمل ٹیکنون کے دفاتر تک جاتا ہے اسے میں لیلی کی سکلی کہتا ہوں۔“
”کوئی خاص وجہ...“

وہ واقعی ہوتے خوب صورت تھی۔ اخروٹ کی رگلت والے بالوں کی چیزوں میں اگر ہمیں انکھیں بالکل ایسی ہی لگتی تھیں جیسے پرسنے والے بالوں نے دی پسکنے جسیں اُنکاں کرتا یا پڑا۔ اسک شاندار انتقال ہی نہیں کرنے تھی۔ کیونکہ اس کے پورے پورے سے ہوش یوں بھی سرخ ہی رہتے تھے۔ ایکسو نے صدر کو اس کی نگرانی پر تقریباً تھمارے سی بڑی اپارٹمنٹ کے چڑھوک فلیٹ تینیں پڑھائیں۔ اسی نام کی تجھی اپارٹمنٹ کے صدر ازے پر تصب تھی۔

صدر کے اندھارے کے مطابق وہ دہانہ تھا ہی رسمی تھی اور ایک غیر معمولی سفارت خانے سے لعلت تھا۔ سفارت خانے کے پریمیوں ایک پہنچا سمتھ تھی۔ صدر نے ساری معلومات دن بھر تھیں حاصل ہی تھیں اور ایکس کی پڑائی کو مطابق اس وقت فون پر عران کی اس سے مقابل رپورٹ دے رہا تھا۔ رپورٹ عران کو دے رہا تھا اس لیے ابتداء اس کے حسن کی تعریف سے ہوئی تھی۔

”لیکن کچھ بھی بہت دنوں کے بعد اتنی خوب صورت لڑکی نظر آئی ہے۔“

”احمد لالہ!“ دوسرا طرف سے عران کی آواز آئی۔ ”لیکن تل ڈالو گے۔“
”کلاوٹ بھی لگا دو گے ہے۔“

”جیسے آپ فرمائیں۔“

”میرا خیال ہے کہ اسے معاف ہی کر دو۔ کیونکہ ایک لاش بھی اس کے کہ میں کبھی ہوئی ہے۔“
”کس کی لاش؟“

پاولین کو گھوڑے نے لگا کہ مقدمہ نیا تاہر کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کہ اس نے تھنی اسی کے لیے اُس کے قریب کی ایک خالی میر منصب کی ہے۔ دیوان سمجھی پاولین کو گھوڑے پر بیٹھے تھوڑی دیر بعد وہ مراد ایک عورت پاولین کی میر منصب کے قریب آئے۔ یہ تنبیں نہیں فخر ملکی تھی۔ وہ سر جھکائے کھنچنی میں اتنی تھک تھی کہ جب تک ان میں سے ایک کھکھلا انہیں سفارہ اُن کی طرف متوجہ نہیں ہوئی تھی۔

بہرحال خاصے سے الہام ادازہ میں اُس نے اُن کا استقبال کیا تھا اور اپنے ساتھ بیٹھ کر پیش کر دی تھی۔

ان کی اُس کی گفتگو ایسی نہیں تھی جس سے صدر کو دلچسپی مل سکتی تھیں پاولین کے بولنے کا انداز بھی اُسے سیدھا لکھا گا۔ اگر ایک شیخ فرد کی حیثیت سے وہ اُس کے زیر گلزار فتح ہوئی تو وہ اُس سے مل سیٹھنے کی کوشش نہ کرتا۔ فرقہ اُسکے کھنڈے کاکہ دھوک کافی اور سنکلی ہوئی پھر اسے مشغول کر کے پہنچتے۔ پھر ایک جذب اُجھ کر جھست ہو گیا تھا۔ دوسرا مرد پاولین کے ساتھ ہی بیٹھا رہا۔

”اُب پتا دی کیا رہی ہے؟“ پاولین نے اُس سے سوال کیا۔

”ملائزم اچاک فاسب ہو گیا ہے اور اُن لوگوں کو تھی اُس کی تلاش ہے۔“ مرد بولا۔

”اچھی خبر نہیں ہے۔ آخوت نے اُسے تھکانے کا دادیہ میں اٹھ دیا کیونکہ اُن کا دادیہ“

”موقق نہیں بل سکتا تھا۔“

”اُس کا اس طرح غائب ہو جانا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔“

”وہمیں نہیں۔“ وہ اسکی لیے قابض ہو گیا ہے کہ کہیں بات تم تکمیل نہ جائے۔

”اُسے پھر سے کیا سہار دی ہو سکتی ہے تپ۔“

”اپنے ماں کا رانی رانی تھا جاہیتہ ہو گا کہ ورنے کے بعد اُس کی بدنامی ہو۔“ خوشی شدہ آدمی تھا۔

”عہد دیتے دلیل مجھے مطمئن نہیں کر سکتی۔“

”آؤ وہ غمکش کرو۔“ یہ سب احمدی اور احسان کہمی کے شکار ہیں۔ ان کے فرشتے بھی ہم

”کسی اور کے دھوکے میں بکجھت میری لائن کاٹ گئے ہیں۔ سخیر لعنت بھجو اُن پر۔ ہاں تو اس وقت وہ پری میں تھا کہا ہے؟“

”کسی پریز میں تھا۔“ بھی ہوئی ہے۔

”کیا خیال ہے کسی کی منتظر ہے؟“

”یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔“ وہیسے کچھ لکھ دی ہے۔

”اُس کے ساتھ اُس کو فیز خانی پر تو تم بھی پورہ مہرث کی ایک بیٹی اور کافی ملگا کہ جھک مارنا مشروع کرو۔“

”بل کون ادا کرے کا؟“

”امن ملکانم احمد۔“

”یہ کون صاحب ہیں۔“

”ہیں ایک صاحب و می۔ بیٹھنے پرے مل جائیں گے۔“

”جزرا فیکا ہے؟“

”فی۔ وہی کے لیے چیپ قسم کے درامے لکھتے ہیں اور غیر ملکی نغموں کے ترجیح کر کے خود کو رشتہ عبور سمجھنے لکھتے ہیں۔“

”کچھ چھر سے جھر سے کی بھی بات ہو جائے۔“

”شکل دیکھ کر خواہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ پیون کے اندر جھوٹی سی دم خود پر شیدید ہوگی۔“

”سمجھ میں نہیں۔“ آماں کا اپ کہتا کیا جائے ہیں۔

”یازل میسرے ذستے۔“ اسے پھر وہ بھی فتن۔ عمران نے کہا اور پھر الہ مقتطع ہونے کی آواز آئی۔

کسی بیریتی کے پیلک بڑھتے اُس نے کاکل کی تھی۔ لہذا پاولین کے قریب والی میر کی پیچتے میلے ہی نہ گئی۔ وہ اب بھی پیچتے ہی کی طرح لکھنے میں صرفت تھی۔

صادر نے دیر کو بلکہ کافی طلب کی اور دوسرا نہیں دیوں کے سے انداز میں

مکہ نہیں بنتے۔

"اور اگر پہنچ بھی گئے تو...؟"

"اے اسی صورت میں ملکن بے سب ملازم اپنے کچھ بیان سے محفوظ ہو جائے اور ہر

بکارے باس ہی نہ اسی کا کوئی تنظیم کر دیا جو تہ-

"نامکن ہے۔ باس نے اُسے بھی تمہارے ہی ذمے دالا تھا۔ یہ بہت بڑا ہوا۔

بہت بڑا۔"

"میں اُسے خلاش کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"مجھے باخوبی رکھنا۔ اب جاؤ۔ تم نے مجھے اطمینانی میں مبتلا کر دیا ہے۔"

"وہ آج گیا۔ اگتنکو کایہ جو تھے صدر کے لیے اسی سبقتاً اور عقائدی کا تھا۔ یہی میں

تھا کہ وہ فوری طور پر عراق کو اس سے مطلع کرنے کی بجائے اُس آدمی کا تعاقب شروع کر دیتا

لے لے۔ اُس نے پاولین کو قتل بھی کرو دیا اور کاؤنٹرپول اداکر کے اُس آدمی کے کچھ حل پا۔

بندیا ہے اور وہ تم جاک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ تم
فی الحال اس آدمی کے ساتھ یا پر جنگ ہی میں بھڑھو اور جب دوسرے
پر تین بار ملکی و شکن شنوف اس کے ساتھ باہر رجاؤ۔ یہ تینی محفوظ
مقام پر پہنچا ہو گا۔ اس سے کسی قسم کی گفتگو کرنے کی مدد و راست
نہیں۔ بس دشک سننے کی مستقر جو۔ کسی قسم کا سامان ساتھ
لپٹتے کی مدد و راست نہیں ہے۔ ... یہ آدمی اپنی طرح جانتا ہے کہ
اُسے کیا کرنا ہے۔"

پاؤ لین یعنی طویل سانی ہی اور اُس آدمی کو پہنچ جانے کا اشارہ کیا۔ پیر و پن میں علم
ہوتا تھا کہ ایک وہ اُس کی قومیت کا اندازہ نہ رکھ سکی۔ تحریری مذہب کے مطابق
وہ اُس سے کچھ پوچھنی سکتی تھی۔ خاموشی سے بیٹھ گئی۔ اور وہ یہی سر جھکائے بیٹھا
رہا۔ اسی طرح قریباً پونگ غصہ گز رگا۔ پھر اُس نے دروانے سے پر تین بار ہمکی
دستک سمنی اور اس کے آنکھ سے پہنچنے سے پہنچ ہی وہ آدمی اٹھ گیا۔

دونوں ہوت احتیاط سے باہر نکلے۔ اجنبی ہیئت زیادہ پوچنا لگ رہا
تھا۔ وہ اُسے ایک گاڑی کی قربیت سے آیا اور اُس کا دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا
وہ بیٹھ گئی تو دروازہ بند کیا اور گھوم کر اسٹرینگ سائیڈ پر آیا۔

گھاری ہیئت تیرز فارسی سے روتا ہوئی تھی۔ وہ بار بار اُس کی طرف
دیکھنے لگتی تھی۔ کچھ پہنچنا چاہتی تھی۔ میکن تحریری مہانت پادا جانے پر خاموش
ہی رہ جاتی اور وہ خود تو تھا یہی خاموش۔

پھر پاؤ لین نے لاپڑا ہی سے شاوز کو جنس دی اور کھڑکی کے باہر
دیکھنے لگی۔ گاڑی تھر کی طرف بہن جا رہی تھی۔ پاؤ لین نے سوچا کہ وہ محفوظ
مقام شہر سے باہر ہی نہیں ہو گا اور اطمینان سے بیٹھی رہی۔
اس سفر کا اختتام ایک تاریک اور سنسان جگہ پر ہوا تھا۔ انہیں بند
کر کے اجنبی نے اس سے جرم میں کہا۔ "کچھ دور پر یہی چنان پڑے گا۔"

پاؤ لین اپارٹمنٹ کا صدر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ راہبڑی کا بلب
روشن کیا اور ریونگ کر روم میں پہنچ کر وہاں بھی روشنی کی ہی تھی کہ اچھل کر کی وسیع
کچھ بہٹ کی کیونکہ سامنے والی کرنسی ایک اجنبی بھی ہے اور انظر آیا تھا۔ سچھ وہ کچھ کہنا
ہی چاہتی تھی کہ اُس نے مونوں پر انکلی رکھ کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ انہوں
میں اشنا اپنیں مختاک وہ خاموش تھی رہ گئی۔

ہے آئے سکلی اُنکو کہ وہ اُس کے قریب پہنچا اور جیب سے ایک پرچہ کا کال کر اُس
کی طرف بڑھا۔ یہ سچھ پر یہیں زبانی ہی نہیں اپ کیا ہوا غرض سامنے ملتا۔

"کہا را اپارٹمنٹ ان لوگوں نے لگا کر دیا ہے۔ تمہاری ساری گفتگو
کیں ہیں کے۔ میخیر فوج کے ملازمتے اُنہیں تمہارے متعلق سب کچھ

"فم میں کیا جاؤں .. پتا نہیں۔ تم لکھی باتیں کر رہے ہوئے"

"اُدھر ہی ویجھو۔ اُس نے بائیں حاتم اشارہ کیا۔ پاؤ لین بوكھا اک
اُدھر متوجہ ہو گئی۔ ایک گوشے میں ایک آدمی ہھڑا دکھانی دیا جس کے ہاتھ میں
اعشاریہ چار پانچ کار لیا لو رکھا۔
یہ سب کیا ہے؟" وہ بدحواس ہڈکر پولی۔

دوسری کچھ تہیں جانتا؟" اجنبی نے کہا۔ "بیوی جاؤ۔ جس نے تہیں ہیں بلایا
ہے دیجی بتائے گا۔"

"کیا یہ سامنے کوئی غیر قانونی حرکت ہوئی ہے؟" پاؤ لین نے کسی قدر لیر بٹھے
لی کر کر شش کی رو سوچ بھی نہیں سمجھی تھی کہ اس کے سامنے سردار کا پڑھا پڑھے اُسے وہاں
بھاکرا اجنبی باہر چلا گیا اور وہ مجھر فہیم کے ملازم سردار سے نظری چڑھی رہی۔
سردار پھر بھی گیا تھا اور اسے قہر اولاد نظروں سے دیکھے جا رہا تھا جو خوشی
دی بعد نہ مل کی چاپ سنائی وی اور مجھر کی بہوت سادی تھی آدمی اس کے سامنے
اکھڑا ہوا۔ اس نے مقامی زبان میں مجھر فہیم کے ملازم سے کچھ پوچھا تھا جس کا
جواب اس نے اشتات میں سر بلکر دیا تھا۔

"تو وہ تم تھیں تھا اس نے پاؤ لین کی طرف ٹکر پوچھا رسول جرس ہی کیا گیا تھا۔
پتا نہیں، تم توگ کون ہو اور کیا کر رہے ہو؟" پاؤ لین نے کاشتی ہوئی سی آلا
میں کہا۔

"اگر تم غلامندی کا ثبوت دیا تو تم توگ اتنے بڑے بھی نہیں ثابت ہوں گے۔"

"کیا چاہتے ہو؟"
"باؤ دے سوٹ کی والپی۔"

"یہ کیا چیز ہے؟"
"وی پیشتناک جس کے لیے مجھر فہیم کا قتل ہوا تھا۔"

"میں کسی مجھر فہیم کو نہیں جانتی۔"

"کوئی بات نہیں۔" پاؤ لین نے دروازہ کھوئے ہوئے کھاہ دلوں گاڑی
سے اُتر گئے اور اجنبی اُس کے دروازوں کو مقابل کرنے لگا۔
پاؤ لین سوچ رہی تھی کہ وہ اُس سے کچھ بات کر سے یا نہ کر سے اور بات کی
کیا کر سے ملزمی نہیں کہ وہ اُس سے زیادہ کچھ جانا ہو جس کے لیے اُسے ہماری
ملی ہوں گی۔

بہرحال وہ ایک حاتم پل پڑے۔ اجنبی نے تاریخ رکش کر لی تھی۔ دریا نہ اسی
حقاً لیکن راستہ خوب نہیں تھا۔ وہ ایسے کھیتوں کے دریاں سے گزر رہے تھے جو
کی روئیدگی ابتداء مراحل میں تھی۔

سفر کا یہ حصہ زادہ طولی تھیں ثابت ہو اتھا۔ کچھ دری بعد وہ ایک فارم
باڑیں داخل ہوئے جہاں کر دل میں برٹے کر دیں۔ کچھ دری بعد وہ ایک فارم
میں تکلی جانے والی کی چھلکی کی خوش کوار بوجاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ پاؤ لین کو یہ
بخوبی گواری حکوم ہوئی تھی کیونکہ اُس نے ابھی تک رات کا کھانا نہیں کھایا تھا۔
سی بربزی میں مچھل کا ایک آدھر ہی تھیں لیا تھا۔ اور شاند دوپ کا کافی کے پے
تھے۔ بہرحال یہ تین تھنیں پہنچے بات تھی۔

کھانا وہ اپارٹمنٹ تھی میں کھائی تھی۔ لیکن اس کی فربت ہی کب آئے
پائی تھی۔

اجنبی نے ایک کر سے میں جلنے کا اشارہ کیا لیکن جیسے ہی وہ اندر بڑھی
اُسے ایسا لگا جیسے اُس کا پورا جنم بھجننا ہٹھا ہو۔ کیونکہ سامنے بی بھر فہیم کا گشادہ
ملازم ایک اسٹول پر بیٹھا ہوا نظر آیا تھا۔ اُنہیں دیکھ کر وہ اُنھیں کیا اور کہا دل نہیں
سے اجنبی طرف تھی۔

"کھل نہم ہو چکا ہے۔" اجنبی سکر اک بولا۔
"گک... کیا مطلب...!"

"اس مخصوصہ مقام پر تم اس آدمی کو دیکھ کر کیا حکوم کر رہی ہو۔"

اکی عتمانام پاؤ لین سب تین نہیں ہے ہے ہے

ہے کیوں نہیں ٹھیک ہے ملازم نہیں ہے جو تمہارے سلسلے میں اس کا راز دار تھا ہے

کیا سمجھ فہیم کا وہ ملازم نہیں ہے سیری سمجھ میں نہیں آرہی

ہم سنتا ہے تھوڑی سی اذیت نہیں سب کچھ یاددا دینے میں مدد و معاون

ثابت ہو۔۔۔

اس طرح میرا خواہ اک غیر قانونی حركت ہے

قانون سے کھینا ہی ہمارا بیشہ سے سمجھ فہیم کے ملازم کے انوار پر تو آئی اسی

آئی والوں کو ہکھڑا سے میں

میں نہیں بھی!

پر غیر قانونی طور پر یہاں پایا جاتا ہے اور آئی ایس آئی والوں نے اس

وقت اس کی طرف تھرڈی جب یہ ہمارے قابو میں آگئی ہاں تو ہماری بچت اس میں

پر بینٹگ کے بارے میں کچھ بات بتا دو۔۔۔

میں کچھ نہیں جانتی۔

اور سمجھ فہیم کے اس ملازم کو بھی نہیں پہچانتیں۔

نہیں۔۔۔ وہ سخت بھی میں بولی۔

تب تو پھر میک ہادری کا گزیبان بھتا منا پڑے لگا۔ فودار نے پر مشتمل

بھیں کہا۔

میں مطلب ہے وہ خوف زدہ بھی میں بولی۔

مطلب یہ کہ تم اپنی حکومت کو ڈالی کر رہی ہو۔ میک ہادر کا تعلق

شرقی جرمی سے ہے۔ جب کہ متuzzi جرمی کے سفارت خانے میں کام کرنے تھے۔

میں کسی میک ہادر کو نہیں جانتی۔

کیا تم چاہتی ہو کہ نہیں اس ملازم سمیت آئی ایس آئی کے لوٹے کر دیا جائے۔

”ن۔۔۔ نہیں۔۔۔“

”تو پھر کچھ بات اور نہ وہ لوگ تھا را تعلق میک ہادر سے ثابت کر دیں گے۔ تم بہت دنوں سے تی ایس والوں کی تکھوں میں دھوک جھوک رہی ہو۔ سمجھ فہیم کے ذریعے تھا جانش کئے راز حاصل کر جکی ہو۔“

”وہ جھوک بھل کر رہ گئی۔ پیشانی پر پیشے کی پوندیں بھوٹ آئی تھیں۔ حلخ لشک ہوا جاری تھا۔ تھوڑی دیر بعد سبھر ای ہوئی آوازیں بولی۔“

”نمیں ووٹ کون میدو؟“

”سید ہے سارے الفاظ میں بلیک میڈر۔“

”و تمہارا تعلق کسی سرکاری شعبہ تھی سے نہیں ہے؟“

”اگر ہوتا تو تمہارے یا اسی ملازم کے انوار کی کیا ضرورت تھی۔“

”وہ کچھ بولو۔۔۔ اب تھندہ میں دل سے اس میں پر غدر کرنا چاہتی تھی۔“

”مجھے کچھ بیٹنے کے لیے دو۔۔۔“

”چاہے، کافی، تھندہ باپی یا لیکر۔؟“

”لیکر۔۔۔“

”فودار نے ایک سائیڈ بورڈ سے ”ڈرائی ہن کی بیکال اور گلاس لٹکا۔۔۔“

”ہبھاں اس وقت برف کی فراہمی سکھل ہے۔۔۔ پہاڑ ملاؤں یا نیٹ ہی چلے گی۔“

”نیٹ؟“ وہ ہمتوں سپر زبان سمجھ کر بولی۔۔۔

”وہ تین گھنٹے لیئے کے بعد اصحاب کی کشیدگی میں کسی تدریکی ہوئی تھی۔“

اور وہ سوچنے لگی تھی کہ اب اس کاروباری کیا ہونا چاہیے۔۔۔

”وقم بلیک میڈر۔۔۔ وہ گلاس خالی کر کے بھی۔۔۔“

”فودار نے اسے غرر سے کچھ بھرے۔۔۔ سکر اپنی جنپش دی۔۔۔“

”اور میں بلیک میں کرنا چاہیے ہو۔۔۔ لیکن کس سلسلے میں ہے۔۔۔“

”پینٹنگ ہمارے قبضے میں ہوئی چاہیے۔۔۔ وہ تم خصوصیت سے ہے۔۔۔ زیادہ۔۔۔“

خسارے میں بڑوگی۔

"پینٹنگ میرے قبضے میں نہیں ہے میں نے تو اسے ہاتھ بھی نہیں لکایا تھا۔"

"اور شاید مجھ فہم پر گولی بھی نہیں چلا تھی تھی ہے۔"

"یہ حقیقت ہے۔ میرا کام مرغ اتنا تھا کہ میک ہا در کو مجھ پر گاہ نہیں بہنچتا۔"

"تو نہیں پڑے ملے تھا کہ پینٹنگ مجھ فہم کے پاس ہے۔"

"وقت میں نہیں سمجھا کہ بتایا تھا اور اسی تھی شاید کہ دوسرے

دن وہ اسے اپنی قیام گاہ میں نے آئے گا۔ اور ہری مرد سے اس کا تمہارا حل کرنے کی کوشش کرے گا..."

"محض میں یہ کہہ جوں ہیں؟"

"بھیجاتے ہے۔"

"اور تم نہیک ہاڈ کو اس سے گاہ کر دیا۔"

وہ اشاعت میں سر ٹکر پھر ڈالنی کی پوتل کی طرف دیکھنے لگی اور نووار دنے گالاں کو دوبارہ پر پر کر دیا۔

"تم اس پینٹنگ کو کیوں حاصل کرنا چاہتے ہو ہے؟"

"اندر نہیں مارکٹ کے یہیں۔"

"اگر ہمیں کوئی بڑی رقم ادا کر دی تو۔۔۔"

"یہ بھی تھاں سے یکیں بھیں یہیں کس طرح معلوم ہو گا کہ تمیت مناسب ہے۔"

"چوں سننے ہے کہم تو گ بہت زیادہ یہیں ہیں یہیں معزی ملک کے لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

"کیا مطلب؟"

"اگر پینٹنگ تھاڑے قبضے میں آئی تو کون اور ہماری گردان کاٹ دے گا۔ اس

لے مناسب ہی ہے کہ جو کچھ ہم سے مل جائے اسی پر قناعت کرو۔"

"حتمیت کی بات ہے۔" نووار سر ٹکر پول۔

"لبس تو مجھ مجھے جانتے دوں میں تھاڑے سے معاملات میک ہا در سے طے کر دیں گے۔"

"میں اتنا عقد نہیں بھی نہیں ہوں کہ تمہیں جانتے دوں۔"

"تو مجھ بات کیسے بنے گی؟"

"اس طرح کرم مجھے بیک ہا در کا پتا بتاؤ گی۔"

وہ بھی پڑی۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے نوادر کو پرے در جس کا جنم سمجھتی ہے۔

"اس ہی بھنسکی کیا بات سے پڑے تھے بتاؤ گی۔"

"میک ہا در اتنا اعتماد نہیں ہے کہ کسی کو اپنا پتا دے گا۔ اسے جب بھی نہ روت

بھی پڑے خودی مجھ سے ملتا ہے۔"

"وہ بھنسکی اسی تک بھر ہے جو کہ بات کیسے بھیجنی تھی ہے۔"

"اُسے عمل تھا کہ آئیں آئی کے ایک انفس سے تعلقات ہیں، لہذا اس نے

وہ بھی پڑھ سے رابط قائم کر کے پینٹنگ کے سارے میں معلومات حاصل کرنے کو کیا تھا

کو دوبارہ پر پر کر دیا۔

"اوہ بھروسی نہیں کہون بھر قبیل قریب میں تم سے دوبارہ ملے۔"

"تم اس پینٹنگ کو کیوں حاصل کرنا چاہتے ہو ہے؟"

"اندر نہیں مارکٹ کے یہیں۔"

"اگر ہمیں کوئی بہتر بڑی رقم ادا کر دی تو۔۔۔"

"یہ بھی تھاں سے یکیں بھیں یہیں کس طرح معلوم ہو گا کہ تمیت مناسب ہے۔"

"چوں سننے ہے کہم تو گ بہت زیادہ یہیں ہیں یہیں معزی ملک کے لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

"کیا مطلب؟"

"اگر پینٹنگ تھاڑے قبضے میں آئی تو کون اور ہماری گردان کاٹ دے گا۔ اس

لے مناسب ہی ہے کہ جو کچھ ہم سے مل جائے اسی پر قناعت کرو۔"

"حتمیت کی بات ہے۔" نووار سر ٹکر پول۔

"خوب صورتی کا مطلب بتانا چدید شوار ہے۔ دیسے پینٹنگ نہ سی تھی ہی!

"میں نہیں کبھی علم کیا کہہ رہے ہوں۔"

۴۱
”آج باؤ۔“ اندر سے اوزار کی اور صدر فرنے ہیں۔ ملک گھاکر دروازہ کھولا یہی تھا کہ ایسا محبوس

را جیسے آئھوں نزول سے پھل کر سڑک پر آگئا۔

پارلین عمران کے سامنے بھی آئے تھے اور دلاظروں سے گھوٹے چارسی ہوئی۔

”بہت اچھا ہوا تم آگئے،“ اب تمہیں بھاڑا اور عمران نے احتمال اداز میں کہا۔

”مگاک... کیا طلب...؟“ صدر سرکلا کر رہا کیا۔ پارلین اب اُس کی حرف متوجہ

تو نہیں تھی۔ انھوں کی تھر ناکی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

”یہ درود کا مطلب ہمیں سمجھتی ہے۔“ عمران بولتا۔

”اس کے مذکور میں ہوتا ہی نہ ہوگا۔“

”یہ ہمودی صدر صدید ہیں۔“ عمران نے ملکہ زیری میں تعارف کرایا۔

”تمہب جہنم میں جاؤ۔ وہ دہڑی۔“

”مجھے پہلے یہ خدا شکار اسی لیے سرکل کیجا گے مولیٰ استھان کیا تھا۔“ عمران نے اُردو

تکاریکیں دوستا چلا گیا۔

”آخر بات کیا ہے؟“ صدر فرنے پوچھا۔

”پھری رات بھے ایک جگہ سڑک کے کنارے بنے تو ہم پری ملی تھیں۔ یہاں اٹھا لایا۔

اس نیکی کا پردہ دیا کہ تم پر یہیک میلک کا اسلام نکال رہی ہیں۔“

”تم اُسی بیلک میلر کے سامنی معلوم ہوتے ہو جھوٹ مبت بولو۔“ وہ بدستور قلم رائور

صادر فرنے کا پتہ کا رکد گی کی روپیتہ عمران کو دین جی ہی تھی میں وہ اُن بھی میں بولی۔

”کسی طرح ایشی یہ نہیں آتا گئے نا۔ وہ دلگاہ کا یونگ کا کام کر رہے ہیں۔“

”اگر کچھ ہے تو مجھے حلنے دو۔“ وہ بردستی یہاں کیسہ روک رکھا ہے۔“

”پانہیں سڑک پر کیا کریں پھر وہ۔“ عمران بولتا۔

”مکہ اسی بست کر دیں۔ بالکل صحیح الدماغ ہوں۔“

”اچھا تباہ کئیکیں ایکلیاں ہیں۔“ عمران اپنی نئی ایکلیاں رکھا کر بولتا۔

”میں تھاڑے سر پر کسی دستے مار دوں گی تو وہ اُنھیں کھڑی ہوئی۔“

عمران کے کرے کے نہ دروازے پر ہلکی دلکشی دی۔

”ای تو بالکل فضول ہی بات ہے۔“ میری گھنڈگی پر سفارخانہ خاموش نہیں بنتے۔

”دیسیں ہر کرتیں آجاتے گی۔“

”پس ہر وقت حرکت میں رہنی ہے کیونکہ حرکت ہی بہ برکت ہے۔“

”کریں بات ہمچیں نہیں آرہی۔“

”مزوفت بھی کیا ہے کچھ بھی۔ اتنا ہی کافی ہے کہ تم بھی اچھی گلی ہو۔“

وہ کچھ بولی غسلی ظروں سے اُسے گھر رہی ہے۔ درازی بھن کے دلگاصوں نے اُس کے اعصاب کو سہارا دے دیا تھا۔

غوار دنے کا۔ تھیں مشرقی و مغربی کسی شیخ کے ہاتھ فرخت کر کے خاصی کمائن کرنا۔

”تم ایسا سرگز نہیں کر سکتے۔“ وہ کھڑی بدر کر زور سے چیزیں دوسروں سے لٹکے میں غوار کا ہاتھ اس کے بائیں شانے پر پڑا اور وہ ہم اکر دو جم سے فرش پر آئی اور اس کا ذریں تکاریکیں دوستا چلا گیا۔

”بھی میں بھی میں بھی۔“

صلیعین بنبروں میں سے کسی پیچے اسے نہیں ملائیں اس کی نوٹ بھک میں درج تھے۔

”دوسری بھی کوچھ کوٹھنی کی اور بالآخر سائیکل میں اُس سے رالی قائم ہو گیا۔“

”فزار میں چلے آؤ۔“ دوسری طرف سے عمران کی اواز آئی۔ ”میں بڑی دشواری میں پڑی ہوں۔“

سیدھے ہرے کرے میں آپنا۔“

”عڑکن کی زبان سے لفظاً۔“ صدر ای۔“ کی کوئی سیرت ہوئی تھی اور وہ بھاگم بھاگ مایکو میشن پیچا تھا۔

عمران کے کرے کے نہ دروازے پر ہلکی دلکشی دی۔

”ٹھکریے! میں آپ اُس کا کیا کریں گے؟“

”تمہیں جیل پہنچئے یا جام۔“

”این بات کیجیئے۔“

”مسور کی دال خیالی...“ مولانا محتضنی سالخی کے کربولا۔

”صدر اُسے اپنے کرے میں سے آیا تھا۔“

”چھلی شام میں نے بریز سے آپ کو فون کیا تھا۔ اُس نے کہا۔“

”مگر یاد ہے؟“

”وہ اپنی سرپرستہ اقیٰ یکٹوڑی دیر بعد وہ ردا در ایک عورت اس کے شرکیب ہو گئے۔“

”لہذا امیری رسمی ہے کہ آپ کچھ دن یہاں بھی قیام کرو۔“

”ایک عورت اور ایک مرد ملے گئے۔ دوسرا مرد وہی بیٹھا رہا۔ ان دونوں کے درمیان

”میں ایک سفارتی خاتون سے تعلق رکھتے ہوں مم سب از نثار کر لیے جاؤ گے۔“

”بھیجی کر کے ملے ملازام سے مختلف لفڑکوں میں اقیٰ ٹھنڈکوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ درد

”یہ اسی صورت میں ملکی ہو گا جب تم یہاں سے نکل پاؤں گے۔“

”آخوند مجھے ہمارے کیوں رکنا چاہتے ہوئے؟“

”تم سے دوستی کروں گا۔ اچھی لگتی ہو۔“

”اُس کے نزدیک مغل افغانستان اُمداد پڑا۔ اور عران بھی سے صدر کی طرف دکھا

”وہ دبال سے انسر کوں کے کھڑے کیوں سو گلکارہ میں گیا تھا۔“ دبال سے نکلو تو

”آدمی اور اُس کے ساتھ تھا اور آپ کو یہی کر خوشی پڑی کہ اُس دوسرے آدمی کی ناک

”وہ صدر کو مٹھی اگائی۔“

”آپ کو بڑی دینی ہے، اشہد ہو یہی ہے۔“

”شکران دار تھا۔“ مولانا جلدی سے بولا۔

”بھی ہاں...“

”اچھا اچھا۔“ مولانا اپنے دوسرے بولا۔ ”میں جا کر دیکھتا ہوں، اگر راستہ صاد

”اچھا پھر پھر...“

”ہوا تو ہمیں ہیں سے نکال دیا جائے گا۔“

”تو پھر یہ کہ میں نے تمام ترقیاتی امور کی طرف مبذول کردی کیوں نہ آپ

”کر رہے ہیں کھل کر عران نے دروازہ مغلی کرتے ہوئے کہا۔“ تھنے اُس کے حسن کا اس سے مختلف مجھے حصہ میں بیانات دی تھیں۔

”بھی خوش کر دیا تھا نے۔“ تباش، آکے چھوپا۔“

”اُن دونوں نے راست کا کھانا ریال موئیں کھایا تھا۔ اُس کے بعد دوسرا آدمی

”ہوتے ہو۔“

”وہ عران کو گھوڑہ دکھا کر با

”کھیو۔ اب خود ہی دیکھو لو۔“ عران نے صدر کی طرف دیکھ کر بھی سے کہا۔

”صدر کی کھویں آپ بھاٹاکا کے کیا کہنا چاہیے۔“ پشاہ نہیں کس طرح عران کے ہاتھ

”مگر یہی تھی اور آپ وہ یہاں کر رہے تھے۔“

”میں تم لوگوں کے خلاف جیسی بیجا کا صدر قائم کر دوں گی۔“ وہ عران کو گھوڑہ دکھا کر با

”دکھانے پڑی جاوے سرپری بلے سے۔“

”پشاہ نہیں کن یا گھول کے سختے چڑھے گئی ہوں۔“

”تم ستر کے کنارے کیوں بیجوٹ پر بھی بڑی تھیں ہے۔“

”بھری مرضی۔“

چرا نہ کون ہیں والپیں آگئے تھا، وہ کوئی نہ رکایک سو گیارہ یہ مقصیم ہے۔

"اور نہیاں پیجھے ہو جائے ہو ہے"

"نکر کر جیسے ہو اس کے بعد سے اسی پرستے نظر مٹا لینا عقلمندی نہ ہوتی۔ لہذا اب اور غرض پکشون کے بل بیچھے قفل کے سوراخ سے آنکھ کو لگا دی۔ فوجی صاف نظر آرائے تھا اور لفانی اس کی دیکھیں چھال کر رہا ہے۔"

"اچھا تو سنو، اب اس کی بگار انی اس طرح ہوئی چاہیے کہ اس سے بگارنا کا بچہ ہوتا ہے۔ کم از کم اس کے لیے بڑی عجیب بات تھی راصدِ محی

"میں نہیں سمجھتا"۔

"یہ اسی پیلائی کا درجہ تک دیکھنا چاہتا ہوں۔" عران نے کچھ سوچتے ہوئے کہار اس سے سپاہی انی کو کہا کر رہا ہے تھے تسداد بسا راں راں کو استعمال کیا ہوتا۔ پہاڑ کی آنی اس

"اگر کاہترن طریقہ تھا کہ کوئی اپنی فوجی درودی کا کلاؤ اور اسے پہن کر اس کی بگاری کرو۔ یعنی اس ناکارہ لوگوں پر مشتمل معلوم ہوتی ہے۔"

بھروسہ اب آپ اسے پچھے کرنا چاہیے۔ مخصوصیت سے اس کے کھل کر تارا۔ اس کے بعد پھر قفل کے سوراخ سے زبردباری میں جھاناکنکھا لگا۔ فوجی اپنی بھروسہ پر تعین کیا گیا ہوتا۔

"کی وہ کوئی ہمیت ایک آدمی ہے؟" اس کے قبضے میں ہے اور نیچے فرمیں کافی بھی وہی بے دیکھا جائے گا۔

"اچھا تین اس وقت پینٹنگ اسی کے قبضے میں ہے اور نیچے فرمیں کافی بھی وہی بے دیکھا جائے گا۔" اور رتب اور حم اس پر روٹ کیوں نہیں ہٹلتے؟

"اس طرح شاید پینٹنگ ہاتھ سے آسکے قبضے میں ہٹلے۔ بعد وہاں ہرگز پھر فرار ہو سکے۔ ویکھو فرار ہو سکے۔" سیری گاڑی شیڈ میز نہیں میں کھڑی ہوئی ہے۔ ویکھو کو کہ کر اس کی بگاری نہیں کر رہا۔ میں کے قرب کے کسی فون پر

پہنچ جاتا اور میں اس عرصے میں دوسرا سے انتظار مات کر دیا۔

"اور یہ بے چاری...!"

"بے سے میں بند رہنے دو۔ والپیں اکھر پھر دیکھ لینا عزان ایک آنکھ دبار مسکرا لے۔" دوسرا طرف سے جواب میں کر سیور کریڈیل پر کھد دیا۔ اور پھر گلاس میں شراب

پڑھ لے گا۔

قریباً دس بارہ منٹ بعد فون کی گفتگو بھی تھی۔ اس نے رسمیور اٹھایا۔ دوسرا

طرف سے آواز آئی۔ شیڈ میز نہیں کے اس پاس کر کی ایسا انظر ہیں آیا جس پر بگاری کرنے آئی۔

آزاد کی قبیل کے لیے دروازہ کھولا لاؤ اس کی نظر اسی فوجی پر پوچھی جو راپورتی میں عین اس "رپورٹری میں میں ہمیں کہا جاسکے۔" کے کرے کے دروازے کے سامنے ایک فوجی کھڑا ہوا ہے۔ میکن

کھڑا... میں پھر دیکھوں۔"

بیسیور میز پر کھکھ کر دو اونسے کے قریب آتا اور قفل کے سوراخ سے جھانکنے لگا۔

بلکن فوجی نہ دکھانی دیا۔ اُنھوں کو دو اونسے میں تھوڑا اسادہ کا اور چھپ دھنک اور چھر رنگ
دوڑائی تینکن بیکیں پشاہ تھا۔ پھر دو اونسے کوںوں کر باہر آگئی۔ راہداری ایک سارے
سے دو اونسے تھا۔ سمنان پر ٹھیک۔

نوار دیکھنے لگلا۔

مکھڑی دیکھ کر کے کی خضا پر بھل سی خاموشی طاری رہی۔ پھر اُس نے کہا۔
”میرا اندرا زہ قاطع ہیں موسکتاں یکلوں نصیر و۔۔۔“

دہ بھا اونچا کر دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہی نئے خیال نے اُس کی زبان
روک دی ہو۔

”کیا پاؤ لین کر علبے کر دیں یہاں تھیم ہوں؟“ اُس نے اپاہک نوار دے سوال کیا
”نہیں ڈھنے چاہیے...“

”وہ یہاں آس فوجی کی موجودگی کا کاملا مطلب موسکتا ہے۔“
”جیسے تو گئیں کوئی فوجی نہیں دکھانی دیا۔“ نوار دیکھا۔

”تھہڑو! اُس نے کیا اور نوار داہم رہی بھائی ہیں جھانکنے لگا۔
سامنے دی فوجی کھڑا دکھانی دیا۔ پہنچ کر نوار د کو اشارے سے قریب بلایا اور مگر حق
کی دیکھو۔“

وہ پہنچ پڑا اور نوار داہم رہی بھائی ہیں جھانکنے لگا۔

اور پھر اُس کے چہرے پر سارے اگی کے آثار صاف پڑھے جاسکتے ہیں۔ وہ اُس کی طرف
میگر اعتماد انداز میں سرطانے نگاہ۔

”اونھراؤ...“ اُس نے نوار د کو اپنے پیچے کھینچ کر اشارہ کیا اور بدر روم
میں پہنچ کر ایک سوت کمیں کی طرف اشارہ کر کے بولتا تھا۔ یہ نہیں دستے داری ہے۔

میں یہاں سے تخلی رہا ہوں۔ وہ فوجی میرا تعاقب کرے گا اور نہیں بھی یہاں سے

تخلی جانے کا مرقع مل جائے گا۔ یہ سوت گیسیں بخفاضت اپنے چھکا نے تھیں جھانکا

اور پھر میں میرے منظر پر بناء جب تک میں نہ پہنچوں باہر مت رکھنا۔“

”بہت بہتر جناب!“

بیسیور میز پر کھکھ کر دو اونسے کے قریب آتا اور قفل کے سوراخ سے جھانکنے لگا۔
بلکن فوجی نہ دکھانی دیا۔ اُنھوں کو دو اونسے میں تھوڑا اسادہ کا اور چھپ دھنک اور چھر رنگ
دوڑائی تینکن بیکیں پشاہ تھا۔ پھر دو اونسے کوںوں کر باہر آگئی۔ راہداری ایک سارے
سے دو اونسے تھا۔ سمنان پر ٹھیک۔

طبول سانش لے کر اندر واپس آیا اور بیسیور رامٹھا کراماً تھیں جس بدلہ ترہ
کرے ہیں آجاؤ۔ تینکن ایک جوان المجر اور بلکن شوون فوجی کو دھیان میں رکھتا۔ اگر ہمیں نظر
اجائے تو پھر کرے ہیں آجاؤ کی جا سے والیں جا کر مجھے فون پر اطلاع دینا۔“

”اوہ دوسری صورت میں۔“ پوچھا گیا۔

”سیدھے کہے ہی میں چلے آتا۔“

قریباً اگرہ نہ سمجھ دو اونسے پر دھکہ بڑی تھی۔ اُس نے اپنی آواز میں اذ
آنے کی احتجازت دی اور ایک سفید قاوم آدمی کرے ہیں داخل ہوا۔

”کیا تھہڑے ہے جناب؟“ اُس نے پوچھا۔

”میرا خاہیل ہے کہ تھہڑ فوجی کاملاہ ان کے باہتھے گیا ہے۔ باہلین کہاں ہے۔“

”اپنے اپنی میں ہو گئی اس وقت نے نوار دے کھانا کی تھی۔ پر نظرِ نہیں ہے کہ
”اُسے نگاہ کرو...!“ اُس نے فون کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

نوار دے اپنے بھنگ سے لائن مانگا کر تیرڑاہیں کے کسی کوختی طب کیا اور کچھ
سنٹاہے۔ پھر بیسیور کریکل پر کہ کہ اس سے برلا شہیں اور ابھی تک اُس نہیں پہنچی اور

ہی اطلاع دی ہے کہ دیر سے پہنچے گی۔ اس کے سلسلے میں یہ فرمولہ ہاتھ سے۔“

”ہوں۔“ اُس نے طبول سانش لی۔ پھر سوچاہارا دیکھ بولتا اُس کے پیارے من

میں بھی دیکھو۔“

نوار د نے پھر بیسیور اٹھایا کہی بارہنڑاہیں کے میکن جواب نہ ملا۔

”ہمیں جناب!“ نوار د اس کی طرف دیکھ کر بولتا۔ ”وہ اہر نہیں میں بھی نہیں ہے۔“

”تب تو پھر اس کا امکان بت کر دیجی اُن کے باہتھے گئی تھی مرو۔“

اُس نے کوٹ پہنچا اور کرسے سے نکلا چلا گیا۔ فوجی کی طرف سے عدم قبضہ کا انہلہ ایسے موقع پر لازمی تھا۔
اور شیری سے سان را بڑا ٹکرائے دکا۔ یعنی تینجی میں میں خوبی میں مارا آیا تھا۔ وہ آگے بڑھا چلا گیا اور جب راہداری کے سر سے پر مرنے لگا تو اچھی سی نظر فوجی پر ڈالی تھیں وہ تو اپنی چکر سے بڑھنے تھیں تھا۔
لہٹ کی طرف اکی لیے تھیں گیا تھا کہ زینوں کی جانب مرٹے وقت فوجی کا سورہ دیکھیں گے۔
شیواہو اُس کے پچھے تھیں آئے گا۔ اُس کے ہونوں پر عجیب ہی سکراہت فور
ہوئی اور وہ تیزی سے زینے طکڑا ہوا نیچے اٹھتے لگا۔ گاؤں نو تاریخ پر کافی نہیں تھا
سے اپنے گرد پیش کا جائزہ لیا اور چھڑا کر بڑھ گیا۔
شید میرست میں سے اپنی گاری میں رکاں اور ناقاب کے خوشے ہمیت ایک جاب
رعائت ہو گیا۔ ایسی سڑکوں پر جہاں ٹانیک کی زیادتی تھی ناقاب کا ندازہ لکھا جائی
تھا۔ اس لیے فزار کی راہ متعین کرنے سے قبل اُس نے گاری کو ایسے راستوں پر ڈالنے
کی کوشش کی جاتی تھیں جو لفیقین میں مل سکتا اور بھر مقدوری دری بعد اسے اپنی لبکھا۔
پر منہی نہ لگتی۔ کیونکہ اسے اپنے ناقاب میں کوئی گاری نہیں دکھانی دی تھی۔ وہ پیش
گاری کو شہراہ پر نکال لیا اور اپنے اس ساتھی کی قیامگاہ کی طرف روانہ گیا جسے سوٹ
کیس ہمیت ہوں گے کرے گی پھر اپنا تھا۔ اُس کے ندازے کے مطابق اب تک وہ اپنی
قیام گاہ پر پہنچ چکا ہو گا۔ یہ ندازہ بھی غلط نہیں نکلا تھا لیکن ساتھی کے سر پر پی بننے
نکرانی۔ یہ کیا ہوا؟ ”اُس نے بے ساختہ کہا۔
”فوجی تھا افسوس ہے،“ اس ساتھی نے کہا۔

”کس بات پر افسوس خاہر کر دے گو؟“
”سوٹ کیس جھٹ سے چھپنے یا لیا۔“
”اوہ... پروادہ مت کرو“ وہ ہیدری سے بولا۔ ”لیکن یہ چو اکسے؟“
اُپ کے جانے کے بعد وہ فوجی دو قبی مٹت تک دیں رکا را تھا۔ پھر میں نے
چالکا۔
کپڑوں پر تھس پر کھو۔“ پھر کہا گیا۔
اُس نے خاموشی سے تعیل کی اور کر پڑنے والے دباد کے زیر اثر سرکتا ہر دلایا سے
کپڑوں کی چار تکالاشی لو۔ اُس نے پھر میں جانی پہچانی کی اور سئی اور کسی نے اُسے

نیچے سے اور پکٹوں کر کر دیا۔ لفکی مہول سڑمیں روپاں موجود تھا جبکہ فیضی میں کوئی نہیں
کے بعد اس کے شانے پکٹوں کر کر تیری سے مخالفت نہیں مگما دیا گیا اور سامنے کھڑے ہوئے
آدمی نے نہیں آنکھ مار کر کیا۔
”کوئی بھی رہی دوست! اس رات تم نے سیری دعوت میں رختہ ڈال کر ساری الہ بھج کے
رہنے پر مجبور کیا تھا۔“

”میں نہیں جانتا تم کون چوا دیکیا کہہ رہے ہیں؟“ اس نے کہا۔
”قصہ ختم کمیج پر میر عران نے بائیں جانب والے فوجی نے کہا تیر پلاشہر میک بارہت“
”اور بڑی خوب صورت اُز دو بول سکتا ہے۔“ عران بولا۔ اور اس رات دارجی میں
خود بھی بہت خوب صورت لگ رہا تھا۔
”یہ کیا کہا اس بے؟ اس نے سخت لہجے میں کہا۔“ کس نماون کے سخت تم لوگ ہی
ساختہ ہے بنا ذکر ہے پوری دل کا ایک معجزہ تاریخ ہوں۔ غیرہری حکومت کی درخواست پر بیان
ایسا ہوں۔“

”میک لایاں گئے کے بعد بھی معجزہ ہے“ عران نے کہا اور پہلے کھڑے ہوئے فوجیوں
میں سے ایک کو اندر آئنے کا اشارہ کیا اور اس نے کہیں۔ بولاں کے ٹھم سے میک ہادر کے
ہاتھوں میں ہٹکتیں ڈال دیں۔

”یہ تو ہے میک بارہت“ عaran سرپلکر بولتا۔ اور پہلے یعنی کچھی کچھی دریں بہار سے
پاں بیٹھ جائے۔ اس کے ساتھ بھی ایک ٹپ رکارڈ بھی بوجا جس میں قہیں پار لوں
یہ کچھی بھوپی سنائی دے گئی کہ میک ہادر اُسی کے نواس سے سچھ جو ہم کے سبکے میڈائل
ہوا تھا اور اسی نے مجھ فرمی کوئی بھی کیا تھا۔“

”لیکن پینٹاں کہاں سے؟“ کہیں بولاں نے سوال کیا۔

”کیوں بھی ایک سے پینٹنگ؟“ عران نے میک ہادر سے پوچھا۔
”کیسی پینٹنگ میں کچھی نہیں جانتا اور تم لوگوں کو اس کے لیے کھینچنا پڑے گا۔“
”ذرا اس کاڑی کی دوکے تو کوکو“ عران نے پوری کچھیوں کے پلے کر
ہٹکر مار کر کیا۔

قدرو تمیت کا علم نہیں پر سکھا تھا وہ اُسے شیر ان کی جھگ تجھنا را تھا۔

”اُد میک ہا درسے اُسے پینٹنگ کی قدرو تمیت سے آگاہ کر دیا تھا لہر سلطان نے

ٹھنڈہ بچھی پوچھا۔

”وہ بھی کہتا ہے۔“

”جھگ مارتا ہے لیکن اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔“

”پینٹنگ کی واپسی...؟“

”اُپس مازم میرے ایک اُدی کے خلاف کوئی بیان دیتا ہے اور تم اُس پر یعنی کر لیتے ہو۔ کیا ثبوت ہے یہاں سے یا اس کے پینٹنگ عنان ہی نے غائب کی ہے۔“

”بات تہڑھاؤ سلطان! بھوت تباہ سے خیال سے دوستہ اندازیں اس نے کوٹ کر ناجاہماں ہوں۔ ورنہ زراہ راست بھی کا روایٰ کر سکتا تھا۔“

”تو میں اسے دھمکی بھجوں؟“

”نہیں ذُریٰ اس بات کا انداز بھی دوشاہی ہے۔“

”لیکن اب کیا چاہتے ہو؟“

”بہت چالاک ہو۔“ دوسرا طرف سے پہنسچی آواز آئی۔ پھر ڈاٹ کر جہول نے کہا ”عنان سے کہو کہ وہ فوڑ گرافت ہی ہمارے حوالے کر دے۔“

”کون سے فوڑ گرات...؟“

”اُس پینٹنگ کے۔“

”مجھے ایسے کسی فوڑ گرافت کا علم نہیں ہے۔“

”اُس سے پوچھو...؟“

”اگر وہ کسی سے اس کا اعتراف کر جائے تو مجھ سے بھی جھوٹ نہیں برسے گا۔“

”وہ میک ہا درسے اس کا اعتراف کر جائے۔“

”پھر وہ بھی میک ہا درہ سلطان بھاڑ کر پوچھے۔“

”عنان کو ڈھونے کی کوشش کرو۔“

سلطان فون پرائی ایمڈ آئی کے ڈاٹ کر جہول سے لہجہ پرے سکھ رہا تھا۔ دوسرا طرف سے بھی ناخوشگواری پیچھیں امکلو ہو رہی تھی۔ آخر سلطان نے کہا۔ ”وہ پینٹنگ میرے مجھے کے کسی ادمی کی کوئی سے غائب نہیں ہو گئی تھی۔ اس کے باوجود یہی میرے آدمی تے اُن کی بازیاں کے سلسلے میں ہمارے جھکے کی مردگی میہج فہم کے قاتلوں کو پکڑ کر ہمارے ولے کر دیا اب اور کیا کیا جائے۔“

”یکن پینٹنگ کہاں گئی۔؟“ دوسرا طرف سے آواز آئی۔

”میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ شاذ عنان بھی نہ تباہ کے۔“

”پہنچ خالی تھا کہ لغور پر سیاہ رنگ پھر دیا گیا ہے لیکن ماہری رہنے کے اس کیون اس پر سے سے کہیں کوئی تغیری نہیں ہنا۔“ کمی میرے صرف یاد رنگ پھر گا ہے۔“

”بھیں کو قبضے سے وہ فوج سزا مدد سزا سے اُسے پوچھو۔“

”وہ کہتا ہے کہ اسے لگاؤ کے دکھنے کے پی پینٹنگ کی رکھی تھی۔ اور اُس کا خالی ہے کہ عنان نے پہلی تصویر غائب کر کے دوسرا فوج فوج کی میں کہہ دیا ہو گا۔ کیونکہ اس کی کاروڑی انہوں کو شید و تبرہتا میں میں کھڑی رہتی تھی۔“

”عنان کیون غائب کرنے لگا،“

”ملزوم کا خالی ہے کہ عنان اُس سے لاکھوں ڈار کا سکتا ہے۔“

”بکواس کا حلی ہوئی لمبار اس۔ اگر عنان ایسا کر سکتا ہے تو میں بھی کر سکتا ہوں اور تم بھی کر سکتے ہو۔“

”بہت زیادہ خوش فہمیں مبتلا ہو۔“

”یہ خوش فہمی نہیں حقیقت ہے۔“

”ملزوم کا خالی ہے کہ جب تک عنان کا حکار اُس سے نہیں ہوا تھا اسے پینٹنگ کی

خوبیں دکھیوں گا بہائی بانی۔“ کہہ کر سلطان نے رابطہ منقطع کر دیا۔ ان کی آنکھوں میں لٹپولیش کے آثار تھے مگر ان نے عران سے فون پر اعلیٰ قدر تھیں کیا تھا۔ اس کی بجائے اپنے کرشنا سنت کر اس کی تلاش پر مامور کیا تھا۔ لہذا قریباً ڈیپریٹ ہونے بعد وہ ان کے ریٹائرمنٹ روم میں بیچانے لڑایا۔

سلطان اُسے اپنی اور آئی۔ اسی آئی کے فی اسکے درجہ زل کی گفتگو کے بازے میں بتا رہے تھے۔

”تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پینٹنگ بہبائی میں محفوظ ہے؟“ عران پنکھا بھیجنے والا ”اگر کسی نے فیکا ہاوس کی پاں سے بھی تصور غائب کر دی ہے تو اس کی جگہ اسی تم کا دوسرا فریم رکھتے کیا مزدودت تھی۔“ سلطان نے کہا۔

”اپنی اپنی افادہ طبع سے“ عران سر طیار کر دیا۔ ”اگر یہ اسی پینٹنگ کو پا کرتا تو اس کی جگہ ایک مرد و لڑکہ دیتا مقدمہ میں ہاوس کو پڑھانے کے علاوہ اور کچھ نہ پڑتا۔“ تم پھر پہنچنے لگے۔

”فی الحال یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ حکمت اُسے پڑھانے کی کی گئی تھی۔“ ”معزیز بونی کے سی اجنبت کی حکمت ہو چکی ہے؟“ سلطان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

”ساری دنیا کو اس پینٹنگ سے ڈپھی ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا تعلق ہند کے کلاکشن سے تھا۔“

”نیزہر۔ ہاں لو اپ تم فروڑا کافی ہات کر دے۔“

”اپ بھی ادھر ادھر والوں کی باقی میں آگئے؟“

”مجھ سے اُڑنے کی کوشش کر رہے ہو۔“

”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔“

”میٹھے اچھی طرح یاد ہے جیب تم نے مجھے سردار گندھ سے کال کر کے اس پنکھا کے مارے۔ مارنے کی تسلیت ہوئے اُن ناصلوں اور مطابق اُنی کے مطابق کوئی اس نے تیر کی تھی۔“ اس کے بعد خدا کا

تم اس تصویر سے متصل کسی تیجے پر سمجھے ہو۔ اس کا جواب تم نے یہ دیتا کہ تیجے کا علم نہیں تھے کیونکہ اس کی پہنچ پر سمجھنے میں بھروسہ نہیں ہے۔ اُس کا جواب تم نے یہ دیتا کہ تیجے کا علم نہیں تھے کیونکہ اس کی پہنچ پر سمجھنے میں بھروسہ نہیں ہے۔ اُس کا جواب تم نے یہ دیتا کہ تیجے کا علم نہیں تھے کیونکہ اس کی پہنچ پر سمجھنے میں بھروسہ نہیں ہے۔“ پینٹنگ اُس وقت تھا کہ اس سے قبضے میں تو نہیں تھی۔“

”اپ نے تو میرے والد صاحب سے بھی زیادہ خوفناک ہوتے جا رہے ہیں۔“ عران بھی سے بولا۔

”فروڑا کافی اپنے اس رکھ کر کیا کردے گے؟“ سلطان نے فرم لیجھے میں پوچھا۔

”اُسے شانی کیچھ کر دھوں گا۔“

”فضولی بات۔“

”وکھجھے جناب اپنیں گا کوئی خل کئے بغیر فروڑا اُسی کو اغتشاش رکارڈ ہمیں بھی نہیں۔“

کھوں گا میں نے صرف اپنے سے اخراج کیا ہے کہ پینٹنگ کے فروڑا اُسی نے فسیلے تھے۔“

”آئی آئی، آئی پا۔“

”اس کی کھڑک اپ نے کیجئے۔“ عران ہاتھ اٹھا کر بولا۔“ اُن بھی کی غفلت کی بنا پر پینٹنگ بھی ہاتھ سے گئی۔“

”کیا اسکے پار ہے؟“ کہا جاسکتا ہے کہ تھے اُس سے اخراجات کیا تھا۔

”بھکاری کرتا ہے۔ در صلی بھروسہ میں سے پینٹنگ حاصل کرنے کے بعد اسی اسے خالی آیا۔“

”ووگا کو کہوں ہی نے اس کے فروڑا کافی تو خوب یہ...“

”ہاں یہ مکن ہے۔“ سلطان نے پنکھا بھی کاھوڑی دی رخا موٹی رہے پھر

چونکہ کوپٹے وہ اخزیز قصہ قارن پر سی ٹکہ کیسے پہنچا تھا؟“

”اُس تھے کو اب ختم ہی کر دیجئے لے۔“

”کیوں؟...“

”یہ غلطی ایک ایسے فرد سے سرزد ہوئی تھی جس کو پینٹنگ کی اہمیت کا علم نہیں تھا۔“

”کس کی بات کر رہے ہے؟“

”شیخوں کی سرگزیری ہے۔“

”کی تمارے پیسے ہوئے فوڑا رات میں بھی؟“

”ابھی ان کی بات تھی بھی۔“ عوران نامہ اٹھا کر بولا۔

”میری؟“ سلطان نے پھر کھینچ لکھیں۔

”آن کے بارے میں ابھی کچھ نہیں کہتا۔ اپنی لکھرے، مانگر و فلم پر جدید میں
مکس پیٹے تھے اور ہماری لیبور سریزی میں قائم احوال وہ اسٹف موجود نہیں ہے جس کے
ذریعے اُسے بہتر انوار جنت کے تابی ذریل پ کی جاسکے۔“

”اسٹف کہاں سے آئے گا۔“

”اجائے گا جب تک فکر برپے ہے اور اگر کوئی اپ سے میرے بارے میں کچھ پوچھتے تو اُس کا

کوئی واضح جواب ہوگز نہ دیجئے اسی طرح جس میرے پر یعنی باقی پر بھی باقی والی سکون کا۔“

”تو یہی جزوی سے کہہ دوں کہ نہیں کسی فوڑا رات کے وجود کا علم نہیں۔“

”بالکل کہہ دیجئے۔“

”اوہ اگر تم براہ راست گھیرے گئے تو...؟“

”منیجہ کا خود دم دار ہیں گا۔“

”دشواری میں پر جاؤ گے۔“

”بہت دوں کے سیاسی دشواری میں نہیں پڑا ہوں اسی پیٹے پڑنے کو جی چاہتا ہے۔“

”اچھا اب دفعہ پر جاؤ۔“ سلطان نامہ اٹھا کر بولے۔ اور عمران دھنائی سے

بٹھا جاؤ۔

”بٹھا جاؤ۔“

سامل سندھر کے ایک دویان اور درافتادہ حصے میں پڑا۔ اس الاؤر روشن تھا۔

سلطان اسے گھوڑتے رہے کچھ بولے نہیں۔ رکھوڑی دی بعد عران نے کہا۔ ”میرج

فہمی کو اس پیٹنگ کے شیزیز میں کسی قسم کے نہیں۔“ جملک نظر اُنی سی اسی لیے وہ اسے ذاتی تحریر کا

میں لے گی تھا۔

حناک پیٹنگ کس قسم کی تھی اور حیرت ظاہر کی تھی کہ ایک گھنٹا میں پیٹنگ کے لیے اتنا بہتگاہ میرج کیا۔

”میک سے تو اس سلطانیہ، بخاموئی بخی افتخار کرنے چاہیے۔“ سلطان سر جلا کر بولے

”اُب تو یہ دیھنیا سے کردہ میرسی پاروں کوں ہے جس نے میک ہادر کر کچھ بیوٹ دے دی۔“ عوران نے کہا۔

”اُور وہ اُس کا کیا پڑا جس کے خلاف تم نے شبینہ ظاہر کیا تھا کہ رہ رہا پاگل کیا آدمی

بھی پہنچتا تھا۔“

”اُس پر بھی جھاک دالیے کوئی بہت ابھی آدمی نہیں ہے۔ اُس نے مجھ سے اعتراض کر

لیا ہے کہ وہ شیخیں کے باڑی کا رڈی کی حیثیت سے دراصل روزا میں کے لیے کام کر رہا تھا اور

مقصد اُسی پیٹنگ کی تھا۔“ سلطان کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

”تو اُب تم میرسی پاروں کے لیے کیا سوچ پہنچے ہوئے؟“

”میرسے خیال سے اُب میں تو اسی سی کڑا چاہیے۔“ اُسی دلوں میں کوئی سائنس نہیں۔

”بیو قرقی باتیں مرت کرو۔“

”تو پھر تباہے کیا ہم میرسی پاروں کے لیے تلاش کیشہ کا شہر اسٹاف کا ہیں گے۔“ ہاں

اگر اُسی میرسی پاروں کے سرمیں بھی فوڑا رات کا سودا اس میا تو مجھ سے ضرور کر لے گی۔ اُسی

وقت دیکھا جائے گا۔“

”یہ کوئی جا سوی ناول نہیں۔“ صنیف ہو رہا ہے سمجھے۔“ سلطان اسکیں نکال کر لے

”سچھ گیا جناب میک آپ پر تو دیکھی کہ قدرت کی جا سوی ناول ہی کی طرح مژدوعہ ہے

ہر منہ... گھٹی اور اُس کا کچھ۔ ہر اس کی خالد...“

”اُسی فوڑا رات پر کام شروع کر دے گے...“

”ذرا ملینے دیکھ جائے۔“

سلطان اسے گھوڑتے رہے کچھ بولے نہیں۔ رکھوڑی دی بعد عران نے کہا۔ ”میرج

فہمی کو اس پیٹنگ کے شیزیز میں کسی قسم کے نہیں۔“ جملک نظر اُنی سی اسی لیے وہ اسے ذاتی تحریر کا

میں لے گی تھا۔

"میں نے تباہ کر جس نے شیراں کے بیہان سے پینٹنگ برآمد کی تھی اس نے اس کو سرکاری تحریکی میں دیکھنے پڑے اُس کے فروٹ لیے تھے اُس سے وہ فروٹ طلب کی گئی تھی اُس نے مرسے سے انکار کر دیا کہ اُس سے پینٹنگ کے فروٹ ہی لیے تھے۔"

"پینٹنگ علی گورنمنٹ نے برآمد کی تھی۔" دوسرا اپنی بولتا۔
"اسی لیے تو خدا شہری کے فروٹ مزدود لیے گئے ہوں گے۔"

"اس سے بعد ہیں ہیں ہے۔"

"اگر یہ بات تھی تو قبیلی اسی سے پشت ووں گی۔" ایک لڑکی بولی۔
"تم اُس کے تریب بھی ہیں جاؤ گی میری دارالنگا!" فوارد ہی تھی تھا۔

"کیوں؟" اُس نے شیرپہنچیں پوچھا۔

"وہ یہ ریش اسٹینک ہے، پہنچنے والا جا کر حظوظ کرتا ہے، پھر اپنکا دس یاتا ہے۔"

"میں دیکھوں گی۔"

"مہاری مرضی! میں نے آگاہ کر دیا۔"

"یہ مزدوری ہے کہ یہ اسے فروٹ کات سمسمت فنا کر دیں۔" دوسرا اپنی بولتا۔
"کوشش تو ہی ہری چاہیے۔" فوارد نے پرتوش لہجے میں کہا۔

"بناوہ کوں ملے گا۔" لڑکی نے ترجمہ لہجے میں پوچھا۔

"ہی بناواں مشکل ہے کہ دکھان ملے گا۔ وہ مہارے بے کام ہیں ہے مرسیانا۔"
"ایک بچا تو ایسا کو تم دیکھیں لفڑ سے ہیں گزر جو ہمیں میں کا نہ ہو۔" مرسیانا

خنزیر اندازیں بولی۔

"اچھی بات ہے، تو یہ اُس کے فلیٹ کا پتا لکھ کر تھیں دے رہا ہوں لیکن یاد رہے کہ تم اپنی ذمہ داری برکوئی پس بدارت کی جی تھی کہ بیہان اپنے دوران قیام میں ہتھی لا امکان اس کا سامنا کرنے کے لئے کریکری۔"

"پھر فروٹ گرفت کے حصوں کی کیا صورت ہیگی؟" مرسیانا نے پوچھا۔

مرد بھی کوئا درجوان انجری تھے۔ عامہ پہنچیں کی طرح گندے معدوم ہیں ہوتے تھے۔ بال مزدروں پر ہمار کھکھتے تھیں اُن کے بیاس با جسم میلے ہیں تھے۔

اُن سے یہ گزار بکارہ تھا اور روپون ادا کیں ہم اپنگا ہو کر کچھ کاری تھیں۔ وغیرہ کسی طرف سے ایک اور تیسی نوادرہ ہوا جو ایک رازا پارسل لفڑیں بائیں ہوئے تھا۔ اُسے دیکھ کر لڑکیاں خاموش ہو گئیں اور گیلشار جی ختم گیا۔

"کیا جنہیں ہے؟" ایک ہی تھے فوارد سے سوال کیا۔

"سب پھیکبے یہ دیکھو...!" اُس نے پارسل کو روپون ہاتھوں سے مقام کر دیا۔ اُس کے دکھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اُس پرے کاغذ کی تھیں اُنہارے نے لگا۔

اس کے بعد وہ اس پینٹنگ کو بڑی دلچسپی سے دیکھنے لگے تھے۔ جو کاغذ کی تھوڑی کچھ سے برآمد ہوئی تھی۔

"کیا لڑکی ہے اور کیا اچھے ہے، واد؟" ایک لڑکی چمکاری۔

"دیکھ چکے!" فوارد ہیچ کے لیے بچا۔

اور سب نے یہ ادا اشتافت میں ہواب دیا۔ سچھ فوارد نے وہ پینٹنگ بھر کر کتے ہوئے الاؤں ڈال دی۔ شعلہ کچھ اور بلند ہو گئے اور یہاں لڑکی کی لڑائی کی طرح ریکھنے لگا۔

ابتدی افراد نوذر دے سے قبیقی رکارے تھے۔

شعلہ بھر کر رہے اور لڑکی ریکھی رہی۔

"دریکے جاؤ؟" ایک بچی بولا۔ "لیکن ہم ہی سے کوئی بھی مقہما اچھے نہ پیدا ہوں گے۔"

"تم سب میرے بچے ہیں؟" لڑکی نے جواب دیا۔

او وہ خاموشی ہر کو اس پینٹنگ کو راکھے ہوتے دیکھتے رہے۔

"میک ہا در پکھ لیا گی" فوارد ہیچ کے لاطلاع دی۔

"جھنمی می جائے۔" دوسرے نے جواب دیا۔ "ہم نے قصہ ختم کر دیا۔"

"لیکن ہم اخیال ہے اور قصہ ختم ہیں ہوا۔"

"کیا مطلب؟"

"بھی تو بھجوئی جہی آرہا بھی سوچ رہا ہوں کہ اس سلسلے میں حصہ می ہے لیاتِ حاصل کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھایا جائے۔" "تمہاریاتِ حاصل کر تقدیر ہوئی تمب سے بالکل الگ پڑنی جاتی ہوں اس لحد ان میں تم سے کوئی رابطہ نہیں رکھوں گی۔ اپنے طور پر کروں گی یہ کام۔" کوئی پچھہ نہ فو لا۔

چھوڑیا نے اُس سے جوان کا پتا لیا اور اپنا تھیلا اٹھا کر کافہ حصے پر ڈالا اور دیاں سے چل پڑی۔ درجہ اونچا گاہ پیدل چل کر اُس سمجھ پڑھنے کی وجہ میں متعدد پتوں جھومنپڑوں پر شتمل ایک پھوٹی کی لیتی تھی۔

ایک جھومنپڑے کا دروازہ کھولو کر اندر دخل ہوئی اور کیرہ و سین لیمپ۔ روشن کر دیا۔ یہاں ایک بستر، دو کریس اور ایک جھوٹی کمیز پٹپتی جوئی تھی۔ بستر کے نیچے ایک سوٹ کیس بھی نظر آ رہا تھا۔ اُس نے ہمپیوں والا بیس انداز کر ڈالنے کے کچھ پختے اور باول کو سیپے سے سنوارنے لگی۔

خود ری در بعد جھومنپڑے سے برآمد ہوئی اس بر سوت کیس اُس کے ہاتھیں تھا۔ پھر سیپلی ہی چلتی ہوئی مسلح اخراج کاہ کے حصے میں سچی جہاں کاڑیاں پارک کی جاتی تھیں۔ ایک بھی سی گاڑی کے دروازے کا تفل کھولوا اور سوت کیس پکھل پسیٹ پر رکھ دیا۔ پھر خود ری در بعد وہ اُسی گاڑی کو درازی کر کی جوئی نہشہ کی طرف سے جا رہی تھی۔

آپ اس کے علاوہ اور کیا پرسکتا تھا کہ عمار اُسی جگہ کے پیچے لگا کرتا تھا جوں

سیکھا ہو اپنی خانوادی پارک کرتا تھا۔ پرسکتا تھا کہ فرمیوں کی تبدیلی کے کارروائی بھی جوئی ہو۔

یہاں ضروری نہیں تھا کہ فرمیوں کی تبدیلی کرنے والا بھی اندر کرنے ہی میں قیمت سہا۔

بھر جال اصول کے طبق اتفاقیں کی تبدیلی میں سے موسمی تھیں۔ لہذا جوک

مانہ پھر ماقابلیتی اس وقت خواہ مخواہ اندر کرن کے ریکیش بانی میں کہنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اسے کوئی تھنیتی کہنا چاہیے کہ نکنگیٹ پر خاصی بھیتی میں باسکل ایسا ہی گھٹا تھا۔ میں سے مار

رها تھے جو پوری نعم شو پر تھیں اور اونٹ نے رش کیا ہے۔ دراصل اپنے بیان کیسے یعنی نہ عربی

ترکی کا پا کر گرام تھا۔

اسی بھیتی میں اچانک کوئی پوری قوت سے آنکھ لایا اور پھر اُس کی گردان میں

دو نوں باندھ دیا۔ کر جھول کیجیا۔ وہ تو سمجھا تھا کہ جھول گیا ہے۔ میکھیں چھار گرد بھیتے

پر معلوم ہوا کہ جھوٹی گئی ہے۔ عمار کی گردان کی سرگفت مبہوط بھیتی اور اُس کی بندھیں

بندھیں گھنٹھکر لے خرٹھاں ایشانوں پر لہر اڑتے تھے کسی مدنی ملک کی مدد ہوئی تھی۔

"کیا ہووا... کیا ہووا...؟" چاروں طرف سے آوازیں اُنے لکھن اور رک گئے اُن کے قریب

سے پہنچنے لگے۔

"اُرے صاحب سنبھال لے۔ درست نجیگ جانتے گی۔" کسی نے عمار کو لدکا را اور رہ بچنے

امتحانہ انداز میں منڈھا کر کاہیں فیر بلکی لڑک کر دیکھنے لگا جو اُس کی گردان میں جھوٹ کر رہے پوچش

ہو گئی تھی۔

"اوہ... غدا کی پناہ... آپ شاہزادیت زیادہ تو سب ہو گئے ہیں۔" کسی نے قریب ہی سے

کہا۔ "کہ میں ہاتھ دے کر سنبھالیے۔" وہ دست وہ آئی نیچے گھوٹے ہو گئی

اور عمار نے پڑی سعادت مندی سے اس مٹوارے پر ٹمپ کیا۔ بات بھی پڑ گئی

تھی۔ یعنی وہ لوگ اُس سماں جنہیں اڑکی کیا تھی کی سامنی کھر رہے تھے۔

"اُسے ہاتھوں پا گھٹایے جناب۔ آپ تو بہت جھوٹے علموں پرستے ہیں۔" کسی

نے اس کا شاثہ تھوڑک کر گیا۔

"اوہ ہی ہاں... عمار پوکھلکر بولا اور پھر اسی مشترے پر بھی اُسے عمل کرنا چاہیے۔"

عمار کو اس پارٹی کی ملائش تھی۔ جس نے میک ہاڑ کر بھی چوٹ دی تھی۔ میک یہ

ملائش اسی کی بھی۔ جیسے کوئی خلا میں ہاتھ پاؤں مالدہ ہو۔ تیسہ ہی بارٹی نے کوئی اپنا آپا

چھوڑا تھا کہ وہ جا کر کسی کے گریبان پر پا چھوڑ دیا۔ دیتا رہیک ہاڑ کاڑی کے ڈے کے

میں جو فرمی چھوڑ گئے تھے۔ اُس پر تو کسی کی نکلیدیوں کے لشانات تک بھی نہیں ملے تھے۔ میک

”مریشیوں کی آڑھت...“

”اُس سے کیسے دوست پڑی تھی؟“

”ہوشی میں اگر خود میں تباہے گی...“ عوران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اُنہ شامنہ آپ بُرا امانت کئے؟“

”بُرا امانت کی بات ہی ہے جناب!“ عوران نتھنے پھلا کر بولा۔ ”اگر میں پکروں

کی آڑھت کرتا ہوں تو اپنے جرحت سے پچھتے ہیں کہ اس سے کیسے دوستی پڑی تھی۔“ اسے

کیا میں بکرے اپنے ٹکلے میں لٹکائے پھر تاہوں کو درستی شہو سکتی؟“

”داتھی آپ بُرا امانت کئے؟“ بُر جھا پس کر بولा۔

”نکار ایسا جذبائی مسلسل ہے۔“

”لیکن نندہ دل معلوم ہوتے ہیں ہے۔“ بُر جھنے کہا۔

”نندہ دل نہ ہوتا تو یہ اسی طرح گردن میں مجھوں جاتی۔“

”میں نہیں سمجھتا۔“

”وہی چون میں اگر سمجھائے گی۔“

”بہت ہتر عناب میں چلا۔“ بُر جھنے نے تاخ شگل کے لہجے میں کہا۔ ”محظی کیا؟“

”اس کے سلسل جانے پر عوران نے طویل سالیں اور ڈاکٹری طرف دیکھتے رکھا جوڑکی

کے بازو میں کوئی دو انجینکٹ کر رہا تھا۔

پھر وہ عوران کی طرف صڑک کر بولा۔ آپ بُر جھا جائیسے کہ از کم دس منٹ صدر

لگیں گے۔ سیری داشت میں یہ روں روں نہ کا درہ رہتا۔

”پہلے کبھی اسیہنہ میں نہ رہا تھا۔“ عوران بولा۔ آپ تو وہ گلے پڑی گئی تھی پھر دیکھیں

”بھی سوچ رہا تھا کہ نامعلوم پاری جبھی اس میں دلچسپی لے سکتی ہے اور ہر سکتا ہے اُس نے

کیا پہنچنگ کے فرلوگران کے بارے میں سوچا۔ لہذا اس دلچسپی کو نظر انداز کرنا چاہیے

و دیکھنا چاہیے کہ چون میں اسے کے بعد اس کی کاروباری کیا ہوتی ہے۔

”آپ اتفاقی کبروں کی آڑھت کر رہتے ہیں؟“ ڈاکٹرنے تھوڑی دری بعد عوران سے پوچھا

”کیا پہنچی کھڑے رہی گے؟“ اُس نے پھر اسی ہمدردگی کا اواز سئی اور دل دل کو کہا تھوں پر اٹھائے ہوئے اُس کی طرف گھوم گیا۔

”بُر امطلب ہے کلینک کی طرف لے چلیے“ اُس نے یہ کہا ہے ایک محض اور بے حد نفاست پسند اوری تھا۔

”غم... میں نہیں جاتا... کہ ہر ہے“ عوران سکلا یا۔

”بُر سے ساتھ آئے۔“

”اس درون میں عوران جہالت جانت کی بدلیاں سنتا رہا تھا یہی وہ بُر سے کے کیا میں بکرے اپنے ٹکلے میں لٹکائے پھر تاہوں کو درستی شہو سکتی۔“

ساتھ چلنے کے لئے اگر چڑا لوگ ادھر پھر سڑ گئے۔

ہوشی بھی کی عمارت میں واقع کلینک تک نہیں کے لئے زیادہ ہوئی چلنے پر اعتماد

ڈاکٹر موجو جو دختر عوران نے اڑاکی کو معاشرہ کی میز پر لٹا دیا۔ عمر آدمی اس بھی

اس کے ساتھ تھا ہی تھا۔

کہا پہلے بھی ایسا کوئی دوڑہ پڑ چکا ہے؟“ ڈاکٹر نے عوران سے پوچھا۔

”پہ... پتا تھیں۔“ اُس نے ہر قتوں کی طرح جواب دیا۔

”تم واقعی سیست زوس معلوم ہوتے ہوئے“ معمراً دی نے اس کا شانہ چک کر کہا۔

ایسا کوئی خاص بات بھی کبھی بھی پھر جھاڑ کی وجہ سے بھی ایسا پوچھا ہے۔

”العد جانتے ہوئے!“ عوران نے مخفیت سی اسی لی۔

ڈاکٹر کو کہوں گیں لانے کی تدبیری کر رہا تھا۔ ادھر بُر سے کی نظر عوران کے چہرے

پر مٹی اور عوران کا چہرہ حلقتوں کی آنکھوں پر نہ ہوا تھا۔

”کیا دوستی زیادہ پڑا نہیں ہے؟“ اچاہک اس نے پوچھا۔

”میری تو عملی بخطہ موبکرہ تھی ہے۔“ عوران بوللا۔

”کچھرے کی بات نہیں ہے۔ کہاں رہتے ہوئے؟“

”مکابر امنڈی میں...!“

”اوہ!“ بُر سے کہ لہجے میں جرحت کر رہی سمجھا اس نے منجملہ کر پڑھا۔ کیا کہا?

"پرگزرنہیں خباب؛ وہ تو میں ان پرستے بیان سے کچھا پھر اتا چاہتا تھا میسا ر
فار در دنگ اور کامیاب کا کاروبار ہے۔"

"خوب غب! ڈکھر مسکرا کر رہا گیا۔

اُنھر لڑکی کے جسم میں ہر کرت ہر دینی تھی مچھروہ اچاک کر کاہ را ڈیٹھی اور دکھلائے
ہوئے انداز میں چاروں طرف نظر دردا رہی۔ پھر میز سے اُن تھی ہر دینی تھیں لئی میرا بیگ
میرا بیگ..."

"آؤ۔ مکھر پیچے میٹھی رہیے! ڈاکٹر آج کچھ پڑھ کر بولیا۔ آپ کو آدم کی صدرستہ

"وہ میرا بیگ چین کے گیا۔

"کون؟ عمران نے آگے بڑھ کر بچا۔

"میں نہیں جانتا۔ اُس نے میرا بازو کردا تھا۔ اور بیگ چین لیا تھا بازو کو پڑتے
ہی ایسا رگنا تھا جیسے بازو میں سوئی چیز کو پورا پھر مجھ کچھ باد نہیں کیا میرا لیکن میرا بیگ؟
کس بازوک بات کر رہی ہیں؟"

وہ سوچ میں پڑ لئی۔ پھر لوپی "جھبھی تو دوں بازووں میں محسوس ہو رہی ہے۔"

"اس بازو میں تو میں فی الجگشن دیا رہتے۔ دوسرا بازو کھوئے۔"

"میں کہتی ہوں میرا بیگ؟"

"جس نے چینا تھا وہ اب بیان تو نہ ہو گا۔" عمران نے کہا۔

اور وہ عمران کو خد سے دیکھتی ہوئی اپنا دوسرا بازو کھوئنے لگی۔

واہاں پیہاں کوئی چیز تھی تھی۔ ڈاکٹر بازو پر یک چکا اٹھی رکھ کر بول۔

"میرا بیگ۔ میری ساری رقم اُسی میں تھی۔"

"آؤ تو چل دوں میں کاظم دیں۔ میرا بیگ کیا کر رہتے ہیں۔" عمران نے اپنا پس
نکلتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر کا بیال ادا کر کے وہ کلینک سے نکلا اور لڑکی نے پوچھا "تم کون ہو؟"

"کوئی بھی نہیں... یعنی کردہ... یعنی کشم بے پھر ہو کر میری گردن میں جھوٹی کی۔"

تھیں۔ وہ لوگ سمجھے شام دن میرے ساتھ مہر۔

"میری بھگ میں نہیں آتا رہی کروں۔ اگر وہ اک پکڑا نہ گی تو مجھے خود کو مغلس سمجھنا چاہیے۔"

"کیا وہیں اُسی بھیڑی میں تھا۔" عمران نے پوچھا۔

"وہیں اُسی بھیڑی میں تھا۔ خدا اسے فارت کرے۔"

"کیا کہیں باہر سے آئی ہو؟"

"نیوزی لینڈ سے۔ بغرض سیاحت اساری رقم اُسی بیگ میں تھی کچھ لفڑا در

کھر ریورز چیک کی شکل میں۔ پورے دس ہزار ڈار تھے۔"

"کہاں قیام ہے؟"

"روئیک میں... اب کیا ہو گا...؟"

"فی الحال روپرٹ کر دینی چاہیے۔"

"اُس سے کیا پڑ گا۔ کیا میری رقم فری طور پر مل جائے گی۔"

"کچھ تعلیم وغیرہ بتاؤں آدمی کا۔"

"میں اسے پوری طرح دیکھی بھی نہیں سکتی تھی۔..."

"تب پھر اُسیں بھی کچھ تکشکی لیں۔ لیکن روپرٹ تو کسی دینی حلہ سے۔"

عمران نے قربی پیس اسٹیشن پر اس وقت کی روپرٹ درج کر دینی تھی۔ اور

لطکی سے کہا تھا کہ وہ اُسے اُس کے مہول تک چھوڑا گئے تھے۔

"چلو... لیکن اُب میں کیا کروں گی بے امل مقام بھگنی ہوں۔"

"ستہا آئی ہو...؟"

"باکل... اور یہاں کسی کو جانتی بھی نہیں!"

"نیوزی لینڈ میں اپنے بیک سے رجوع کرو۔"

"کسی کو دوڑ کی بھی نہیں ہوں۔ ایک فر من ملازم ہوں۔ جو رقم پس

انداز کی تھی۔ ساری نکلا کراس سفر پر نکل کھڑی ہوئی تھی۔"

"فی الحال مجھ کو رقم مجھ سے لے لو۔"

"میں دوسرے سے قسم کا آدمی ہوں۔ افاظ میرا پیٹ نہیں ہے رکتے۔"

"خیر ختم کرو! اونہ شامد ہم رونک پہنچ گئے۔"

گھاڑی روپیک کی کپڑوں پر جس داخل ہو رہی تھی عران اُسے پارٹنگ لاث کی طرف بتا چلا گیا۔

"بکھر دیر کھڑو گے میرے ساتھ۔" لڑکی نے پوچھا۔

"کیا یہ خوبی ہے؟" اُس نے سرگھایا اور اُسے خود سے دیکھنے لگی عران انہوں کو رینزدے کر سوچا۔

ان کرنے جا رہا تھا

"اس طرح کیوں و کیوں رہی ہو۔" اُس نے سوچیج آنک کے پوچھا۔

"تم عجیب اُدمی ہو۔ تو متمنے اپنی ناک اپنا نام بتایا اور شہر میرا پوچھا۔"

"قہارا نام اُسی وقت معلوم ہو گیا تھا۔ جب تم پس اشیش پر پورٹ درج کر رہی تھیں، انہوں نے میرا نام اور پتا معلوم کیا تھیں۔ جسیں لیا ہو گا۔"

"تر تھیں میرا نام پا رہے؟"

"کیوں نہیں۔ رسیانا نام بتایا تھا تم نہیں تھے لیکن ملکیتیں میرا نام میا نہ ہو گا۔"

"میں بہت پریشان تھی سمجھ کر آپ یہ بھی باز نہیں کہس طرح پورٹ کا حواہ تھی۔"

"میرا نام علی عران ہے۔"

"کیا کرتے ہو؟"

"بکروں کی آنکھتت۔"

"میں نہیں سمجھی...؟"

"مٹمن کے لیے بکروں کی تجارت..."

"اوہ کیشی فارمنگ..."

"ہاں نہیں سمجھ لو...؟"

"تی اس تو... چلو میرے کرے میں..."

"یہاں تم پہلے آدمی ہو جس سے مجور رہا۔ اپنے نبی معاملات کے بارے میں لفڑی کر رہی ہوں۔"

"کوئی بات نہیں۔ آدمی کی آدمی کے کام آنا چاہیے۔ عران نے کہا۔ فی الحال یہ مہیں باج سو روپے دے سکتا ہوں جو پچاس دارے کے پر پہنچوں گے۔"

"میری سمجھی میں نہیں آتا کہ کس طرح مہاراشٹریہ ادا کروں۔"

"اُس کی ضرورت نہیں۔ تکثیر تو والپی پر کا یا ہو گا؟"

"ہاں تو رہنے کو لینا ہی پڑتا ہے۔"

"کہہ تو اسی وقت والپی کے لیے سبب بھی بک کر اداوں؟"

"نہیں؛ میں رُک کر کچھ استخار کرنا چاہیے ہوں۔ رشد مریم رقدرا ہیں یہاں۔"

"آئندہ نہیں ہے۔ دیلے اگر عمر اسٹرکون ہی میں مقیم ہوتیں تو ہوٹل کے کارکنوں

کو مہارے نقصان کا بخوبت پکڑنا اللہ تو کرنا ہی طبقاً۔"

"محظی مہارا ملک بہت پسند آیا تھا۔ کچھ دن یہاں گزارنا چاہتی تھی۔ میکن برا

و دھوکا کھایا۔ یہاں کی اخلاقی تدریوس کے بارے میں پتا نہیں کیا کیا پڑھ رکھا تھا اذ

اُس پر ایمان لے آئی تھی۔"

"تم نے بہت دیر کر دی۔ اُنے میں مغرب کی یونیورسٹی میں سے بھی ہی یہاں پہنچ

گئی تھیں...!"

"ہاں تم ٹھیک کچھ مہارا پا اپ کیا رہا۔ صرف رنگت کافر سے

ورستاری دنیا میں لوگ ایک جیسے ہو گئے ہیں۔ سب مستقبل سے مایوس ہیں اور ایک

دوسرے کا ٹھالا کا نئے رہنے ہیں۔"

"بات آپ معاشری سیاست کی طرف جائی ہے۔ اس لیے میں معافی چاہتا ہوں۔

کوئی اور بات کرو۔"

"جیرت ہے۔ میں نے تو یہاں ہر چار سیاست کی تھیں ہیں۔ تم کیوں ان

سے بھاگ رہے ہو۔"

”اصلی ہی رات کو بڑی تھلٹ خیط مر جاتی ہے مگر مسح کوئی تم سے منہ صد و آٹو کیا تھم یہ رقم رکھ لے سفارت نہ اور فری طور پر عتمداری کرنی مدد ہنس کر سکے گا۔“
”ہاں یہ تو مشکل ہے۔ اچھی بات ہے کہ صد و آٹا نہیں دیں بلکہ یہاں انتظار کروں گی رکھہ
نہ بڑھیں ہے۔“

وہ حکمری سے اسکریپٹ میں کی عمارت میں داخل ہو گئی۔
خوشی درجہ دعاں پیک پیک تیڈیوں بوجھ سے صدر کو مریسا نامے متعلق ہمایات نے لے لائی۔
”روزیں کے تکہ بن جو ہیں یہی تھیں ہے۔ اسی وقت سے گلزار شروع کردہ ہمین دھمنا ہے
کروہ تھا اسی پیٹ کی اور بھی پس اُس کے ساتھ سبھاں ملے جلتے والوں پر خصوصیت سے
نظر رکھتے ہے۔“
”آن خوبیات کیا ہے؟“ دوسرا طرف سے صدر کی وازاں تیڑا اپنے مجھ سے صرف لڑکوں کی
گلزاری کر رہے ہیں۔“

”میں بھی یہی سچ رہتا تھا۔ مگر تمہارے سدارے ہی اگر دش میں آگئے ہیں۔“
”گلزاری میں کرتا ہوں اور آخر میں وہ آپ کے ساتھ ملیٹی نظر آتی ہے۔“
”خدا کا شکر اور کرکناج کے ذمہ دار تم خود نہیں ہوئے۔“
”بہت بہتریں دیکھوں گا۔“

غمراں نے رابطہ مقطع کر دیا اور بوجھ سے باہر نکلا ہی تھا کہ کسی نے سر کے پھٹک جھٹکے پر
زور دار ضرب لائی۔ آنکھوں میں تارے ناچ گئے۔ اس کے باوجود جو دھمکی حالت کا مقابلہ
کرنے کے لیے پیٹ پر ایک دوسرا ضرب شانے پر پڑی اور انہیں یہی راست پر زخم
انہیں ارسلت سوتا چلا گی۔

دوبارہ ہوش میں آئے ہی اس نے اکھیں نہیں کھوں دی تھیں، کیونکہ شور کی پہلی

”میں ہمیں ہیں پانچ سور و پہنچے کر جہاگ جانا چاہتا ہوں۔“
”کیوں؟ یہ کیا بات ہوئی؟...“

”جنی ہمیں اخلاقی قدر یہاں باقی کی میں اٹھیں زندہ رکھتا چاہتا ہوں۔“
”وہ زور سے ہنس پڑی اور پھر بولی۔“ تم تو ہم پہنچ کر بھی شرافت کا مظاہرہ کر سکتے ہے
”تاکہ تم اپنے ملک میں جا کر کہہ سکو کہ اتنے بیووہ لوگ میں کر خوب صورت سے جی
ستا اٹھنی ہوتے۔“

”اوہ... چلو ہمیٹ زیادہ چالاک بننے کی ضرورت نہیں ہے؟“ وہ بے لکھی سے
اُس کے شانے پر پاہے مار کر لے۔

غمراں سوچ رہا تھا کہ آخر وہ اسکی لگانی کی گرد میں کیوں بھجوں گئی تھی۔ وہاں اور لوگ
بھی تھے۔ بہر حال وہ اس حد تک بینی خطاں میں ہوتا چاہتا تھا کہ اُس کے ساتھ اس کے
کرے سک جیلا جاتا رہیں گے اور سوچ رہا تھا کہ اُس کے ساتھ سوکے نہ لکائے
اُس کی طرف بڑھتا آجداہلا۔ تویر کھوا اور ساتھ ہی ہیر کا رذب بھی ہے۔ نیزی لینڈ پیٹ کر لپی
کر دیتا۔

”میں نہیں چاہتے۔ میں بھکارن نہیں ہوں۔“ وہ بگو کر لے۔ اپنے سفارت خانے سے رجوع
کر لے گی اور سیری مالی مشکلات رفیع ہو جائیں گی۔

”پہلے تو تم نے میری اس ہیئت کش پر شکریہ ادا کیا تھا۔“

”اب تم میری توہین کر رہے ہیں میری ہمیشہ کسی کو سکھا رہتے ہو۔“

”میں مجبوں ہوں مریسا۔ میری تھی کہ تسلیم گیا تو ہمیٹ ماریں گی۔“

”یہ کیا بکھارا ہے؟“ وہ بگو کر لے۔

”لیکن کر دے۔“ گلزار گلکھیا۔ ”جھگے بکپن سے میں سچ پڑھا ہیا گیا ہے کہ کسی عورت سے
تہباہی میں نہ ملو۔ تم نے اس کے بارے میں پڑھا ہو گا کہ ہمارے یہاں مردوں اور عورتوں
کے درمیان کم از کم یہ ہوتے کافاً صدر صدور ہوتا ہے۔“

”مہمان کو کوئی بات میری کچھیں نہیں آرہی۔“

عمران اپنے دوست کے سر پر پا مخفر برکر گیا۔ شانتے میں ہبھی تکلیفِ حسوسی رہ جاتا۔
”یہ کیا قصہ ہے نہ وغتماً مریما نے اس سے پوچھا۔
”میں کیا جاؤں؟ میں ارش نہ... شامد... ارس تو کی میں سوریا تھا۔“ عمار ان احتجاجات
انداز میں بولتا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے صدر سے مریما شاہ کی نگرانی کی تے کو کہا تھا۔
اگر اس کے یہاں لائے جائے سے پہلے ہی روکیک پریخ کیا ہو گا۔ تو شامد یہاں کام بھی
سامنہ لگا چلا آیا ہے۔

”عم جیب یہاں آئی میوڑیں کہاں تھا؟“ عمار نے مریما نے سوال کیا؟
”تم سیاں نہیں تھے۔ میرے بعد لائے گئے ہو۔“
عمران خشنتر سانس تکرہ گیا۔ شامد صدقہ مناسب وقت پر نہ پیش سکا۔
اُس نے سوچا اور سر کے دوستہ ہوئے ہیتے کو ٹوٹنے لگا۔
”ہاں! بھی ختم کرو۔“ روی الور اسے اپنیں لدا کارہ بتابا وہ پینٹنگ کہاں ہے؟
باڈل دے سوت۔“

”اکی تھیں نہیں معلوم کہ میک پاوار کی تیرہ بجتی نے اس پر سیاہی پھیر دی۔“ عمار
سر پاک کر لال۔

”کیوں اس پر۔ وہ مقباری حرکت بھی تر اس کی نگرانی کر رہے تھے۔ کیا تھیں اس سے الغاظ؟
”قطعنی تھیں...“

”کیا تھی نے اس کا کڑی کے دوکے سے پینٹنگ ہٹا کر دوسرا فرمی تھیں رکھ دیا تھا۔
”دوسرافرمی رکھتی کیا ضرورت تھی۔ کیا میک ہادسے میرا کوئی منذقہ کا رشتہ تھا؟“
”تم لوگوں کو متینگ کر دینے کے عادی ہوتے۔“
. ”صرف دو سوکوں کو... دشمنوں کو نہیں۔ مگر تم لوگوں کوں پورا در تھیں اس پینٹنگ
کے کیا رکار؟“

”یہ بارہ تھا تو نہیں تھا۔“
”اوہ۔ تو تم اُس کے ساتھی ہو،“

ہی اہر نے اس کے کاروں میں کچھ آوازیں پہنچائی تھیں، کوئی کسی سے کہہ رہا تھا۔ تم چھپوٹ بول
رہی ہو۔ شیراں کی بیوہ کاروں تھیں نے ادا کیا تھا۔
ابھو ٹپکی تھا اور دی جبل الحکیم میں ادا کیا تھا۔

”میں نہیں کچھ سکھی کر تم لوگ کس قسم کی بہوں کر رہے ہو۔“
پرنسوانی آواز تھی۔ عمار کے ذہن میں جھوک کا ساپا ہوا۔ کیونکہ یہ قاسمی لڑکی
مریما ناک اواز تھی جسے وہ روکیک میں چھوڑ رکیا تھا۔ وہ بدستور آسکھیں بند کے پڑا
رہا۔ آسکھیں کھوئے سے قلبی کسی حد تک حالات کا اندازہ کر لینا چاہتا تھا۔

”تم لوگ غیر قانونی طور پر چھے یہاں لائے ہو۔“ مریما ناک ادا آئی۔ ”مہیں اس
کے لیے جواب دے ہے۔“ ہنڑا پس گا۔ پہلے میرا میڈنڈ بیگ چھینا اور پھر روایور دکھاکر ہیاں لے آئے
آخر تم لوگ کون پوچھا اور کیا چاہتے ہو؟“

”ذرا اسے ہوشیار اپنی دوچھیری مدد کی تھی۔“ مریما بے سب کچھ بتا دیں گے۔ اسے جواب دیا گیا۔
”اس بیچارے نے تو میری مدد کی تھی۔“ مریما بولی۔

”آپ تم اس بیچارے کی مدد کر دیتا۔ سیدار کو اگر تم دونوں نے زبان سکھوئی
 تو تمہیں منزرا کرے گا۔“

”خداد و نار امیری تھی جو میں تو کچھ بھی نہیں آہتا۔“ مریما بے سبی سے بولی۔
”اے ہوشیار نے کی کوشش کرو۔“ تیسری آواز سنائی ویسی۔ اور اس
عمران بڑھ گیا۔ اس نے کے لیے تیار ہی گیا۔ ورنہ بڑی کامل تینچتھا پے گئے تھے کہ اس نے
آسکھیں کھوئی۔ دین۔ نکتہ رش پر چھتے ہڑا ہوتا۔ تھوڑی تھوڑی تھوڑی تھوڑی کھوئی کو اس سرخ
سکوڑتا اور پھیلتا۔ اسرا جیسے کچھ دکھلی ہی نہ دسے رہا۔ حالانکہ سب کچھ دکھل رہا تھا۔
مریما ناک ایک سموں پر تینیں بونی تھیں اور تینیں سفیدیں فاماً اوری مختلف گھوکن پر کھڑے ہوتے تھے
ایک کے باقاعدہ ہیں۔ ریو اور بھی دکھانی دیا جس کا رخ ایسی کی جاں تھا۔

کچھ دیر بعد وہ لوگوں کا رخ پہنچا اور ساتھی بیوی الور والٹے کو کہتے سننا۔ ”لیں جہاں ہر
دہم۔ سہر۔ ورنہ تکوہنی میں سوچ رخ جو جعلے گا۔“

”وس پڑا و میں تو کہتا بھی دو دھپلانے پر نہ تیار ہو گی“
”و اپنی متہاری صورت آگئی ہے۔“

”کہنے دو“ عران نے لاپر ابھی سے شاون کو جنت دی۔

”آخر قصہ نکالیا ہے تے مرسیانا ہلی تے کمی سوچوں بازی پر رہی ہے اور میں کیوں
بچ میں گستاخی لئی ہوں۔“

”تم خاموش رہو گے ایک فیر ملکی ہاتھ آٹھ کر لولا۔“

”میں یوں خاموش رہوں مجھے بیان کیوں لایا گیا ہے۔“

”اس کے ساتھ دیکھ کر قطع قہی پر گئی بھی رہیں والپس بھجوادا جائے گا۔“

”تو کیا کیونی بد معحال ادمی سے تے عران کی طرف اٹھا کر اس نے پوچھا۔“

”اول درجے کا تے جواب مل۔“

”اوہ رب تو وہ اسی کا کرنی لگا رہا ہو گا جو میرا بیگ چھپنے لے گیا۔“

”ہو سکتا ہے۔“

عران احتمال اندراز میں کبھی مرسیانا کی شکل دیکھنے لگا تھا اور کبھی اس کے خفا طلب کی۔

”کیا واقعی تمہاری چاہئے ہو؟“ ریوال روائی نے عران سے کہا۔

”وس پڑا میں سودا کرنے سے قور جانہ ابھی ہبھڑو گا“ عران نے بڑے اطمینان

سے جواب دیا۔

پھر کچھ دری کے لیے خاموشی چھا گئی۔ وہ تینوں بیکی سوچ میں تھے مارزان

میں سے ایک بولتا۔ اگر ہم متہاری مذہب مالکی قیمت پر تیار ہیں تو جائیں تو کیا صورت ہو گی۔“

”اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے۔“ عaran نے غوش چوک کیا۔

”یعنی تم یہ کہتا چاہئے پوچھ بیکم تھیں آزاد کر دیں۔ پھر کہیں کسی جگہ سودا

ہو جائے۔“

”ظاہر ہے۔“ عaran سر ملأ کر بولا۔

”اُس کی کیا صفائت ہے کہ تم چوتھے نہیں دے جاؤ گے۔“

اُن میں سے کوئی کچھ نہ بولا کیونکہ عران کو دیکھتے تھے اور کبھی مرسیانا کو اُخسر ریوال روائی کہا۔ کیا یہ دیکھ کی نہیں ہے۔ جس نے مسٹر شیراں کا درول ادا کیا تھا۔

”ہرگز نہیں سی بھاری تو ایک صیحت زدہ سیاح ہے جس سے چند گھنٹے پہلے
اندر کون میں ملاقات ہوئی تھی۔ کوئی اس کا ہبند بیک چھپنے لے گیا جسی میں دی ہزارڈا لشہ“

”چھپو ہو کون تھی؟“

”وہ بھی ایک بے پاری ہی تھی۔ اُس سے معمول معاشرے پر کام لیا گیا اور پھر
چھپی دے دی گئی تھی۔“

”فہ آپ کیا ہے؟“

”میں نہیں جانتا۔ کہہ رہی تھی کہ جلدی مسٹر شیراں ہمیشہ چلی جاؤ گی۔ وہاں اُس کی
خالز نے مرتکب اٹھانے کا بالائت لگا رکھا تھا۔“

”بھم تھیں چھپلی کر کے رکھ دیں گے وہ دن وہ پینٹنگ چمارے ہو لے کر دو۔“

یک بیک عaran خوف زدہ نظر انے کا مر سیانا ہر نقوش کی طرح ایک ایک
کی شکل ہمک رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے چند پا گلوں کے درمیان بچنس بھی ہو۔

”یقین کرو بھم تھیں زندہ نہیں چھپو رہیں گے۔“ ریوال روائی اُڑایا۔

”بھیک ہے تھے مجھے گولی مار دو۔ جسی جیز کیلے میں نے اتنی محنت کی ہے اُسے
مفت تو نہیں دے سکتا۔“

”اوہ۔ تو سودا کرو گے۔“

”اُنکل! وہ شیراں کی ملکیت تھی متہاری نہیں کہ تم مجھ سے اس طرح دھوک کر لے گے۔“

”کسی قیمت لے گے؟“

”کہ اُنکم تیس ہزار روپر۔“

”یہ بہت زیادہ ہے۔“

”اُس سے کم پیسی بات کرنے کو تیار تھیں۔“

”جس کو، میر اُرڈر میں سکتے ہیں۔“

اکری نعمات نہیں ہے۔

کیا مطلب؟

خدا میسری پاری ہوتی ہے اور لفاقت سے کوئی تیسری پاری موجود نہیں

ہے۔ غیر قانونی سودے آپس کے اعتماد پر طے پائے ہیں۔

میں تم پر اعتماد نہیں ہے۔

تب ہر سودا ہونے کی بھی کوئی صورت نہیں۔

اُنہوں تم کبھی سن بالوں میں پڑے ہو۔ تیسرا ادمی عقیلے یہی میں بولا۔ تشد کرو

ابھی اگلے دے کا منڈنگ اس نے کہاں چھپا کی ہے۔

یہ بھی مدد مغلول ہونے سے۔ عران منکر اک بولا۔ یہ دونوں تو بالکل گھاڑ ملے

ہوتے ہیں، عواہ خواہ اتنا وقت بر بار کیا۔

وہ ابھی کب فرش پر اسی پانچی مبارے میجا تھا۔ دفعہ تیسراے آدمی نے چھت

کرائے چہرے پر شکر سید کرنی چاہی۔ میکن عران غافل نہیں تھا۔ پھر چھاتا اسی لیے کی

تھی کہ کچھ رش رو ہو جائے۔

یہیں کروٹ سحر کرائے نے اُس کی اُنمی ہونی ناگہ میخانی اور اپنی ٹانگوں پر کھ

کر رواں درد والے کی طرف اچھا دیا۔ پہلے بچتے ہی تیسرا ادمی ریا لو روانے سے گھبرا

ریا اور پل گی، فناڑ کی آواتار کے سامنے ہی کھود دفنایں۔ ایک پیچ بھی گنجی میں

اچھل کر کیک میز پر پڑ چکد گئی۔

تنہیں میکن دوسراۓ آدمی پر ٹوٹ پتا۔ ریا اور دالا فرش سے اٹھنے کی کوشش

کر رہا تھا اسی بار عران نے دوسراۓ آدمی کو کچی اُنمی پر دے مارے۔

زادھر یہ پورا تھا اور اس احمد مر سیانا کی نظری دروازے پر گلی ہوئیں۔ غالباً اسے

فرش تھا کہ میکن کوئی خوبی آدمی بھی ترخوندار ہو جائے۔

لیکن ایسا ہے تو اسی دیر میں عران کی کئی مشکوکریں ان دونوں کے سروں پر بھی

پڑ چکی تھیں اور وہ بنے سس و کٹ ہو گئے تھے۔

”آپ بھاگر بیباں سے۔“ مر سیانا میرے سے اُتری ہوئی بولی۔

کیا اُنمی تم بھی برعاش بھجتی ہوئا۔

”برعاش سے بھی کچھ زیادہ تم نہ نہ سنتے کم وقت میں جو کچھ بھی کیا ہے میں نے اُن تک

مار دھار کی کی نظری بھی نہیں دیکھا۔“

”میں ایک ذمہ دار آدمی ہوں۔“ عران نے کہا اور جیب سے رو مال بھاکل کر

فرش پر پڑے ہوئے ریا اور پر ڈال دیا۔ پھر اسے اختیاط سے اٹھا کر رو مال بھی میں لپٹا اور

جیب میں رکھ لیا۔

”اچھا برعاش نہیں ہو۔ تب بھی بیباں سے نکلو۔“

اُس کر سے نکل کر عران نے دروازہ باہر سے بولٹ کر دیا۔ کہے میں بھی ایک

دروازہ تھا۔ دو کھنکیاں بھی تھیں اور ان میں کیوں بگری بگی ہوئی تھی۔ لہذا بہت آئٹھے پر بھی وہ

دوڑن کرے سے نہیں نکل سکتے تھے۔ تیسراۓ آدمی کے سینے میں گوئی لگی تھی اور

وہ مر چکا تھا۔

مل... یک... وہ ایک شاندہر جو چکا ہے۔“ مر سیانا نے کہا۔

”اپنے سامنے بھی کی گوئی سے مرا ہے۔“

”لیکن اب یہ تم کیا کرتے پھر ہوئے ہو۔“

”پوری عمارت کو دیکھ رہا ہوں۔ ہر جا کوئی چوچھا آدمی موجود نہیں ہے۔“

”میرا خیال ہے کہ یہی صدر دروازہ ہے۔“ مر سیانا اپنے داری کے سرے

پر رکھی ہوئی بولی۔

”یاں! ... اسے بندہ ہستے دوسرا اور اب آؤ میرے سامنے۔“

”لیکن نہیں تھا کیا کرتے پھر ہوئے ہو۔“

”لکھ کر کرو۔ اب کرنی خوب نہیں ہے۔“

”لیکن بیباں ہمارے سامنے ایک لاش بھی ہے۔“

”اُسی کا انتظام کرنے والے باؤں عران نے کہا اور پھر وہ اُس کرے میں آ رکے جہاں

مرسیانا کے پیچے امدادیں اور خود بیٹھا طرف طرف کے مئشہ بناتا رہا۔
”کیم تم تھیں پیوں گے؟“ اُس نے پوچھا۔

”یہ صرف حستہ اپنی بیٹائیوں اور فی الحال اُس کی بھی احتیاج نہیں ہے۔“
”اپل تو اور وہ صدر یوسی ہے جس کے لیے سارا جامنہ میری گیا۔“
”خدا چاہتے“ عران نے لامپ دایک سے شلون کو جتنش دی۔
”اور وہ تصویر تھا راستے قصہ میں ہے؟“

”ہر چورین میں نہیں جانتا کہ جسے کوئی نہ لے گی۔ وہ تو میں وقت گواری کر رہا تھا کسی
مرحلے پر خلک کرنے کا موقع میں جائے۔“

”تم خیرت اگلے طور پر پھر تسلیم ہو۔“
”کبھی کبھی رنک جانا ہر دن، درست مجھ سے زیادہ دھیلہ دھالا آرمی آج تک پیدا ہی نہیں ہوا۔“
”بلطفہ ایسا یہی الگیکسے کتنی مخصوصیت پتا جائی پتے تھا رہی کاموں میں۔“
زدادہ طرف ہفت کرو، درتہ سرما جاؤں گاڑی جوں نے کپا انداز سے ایسا یہی گھٹا۔
جیسے سچ ہی شرم آری ہو۔

”وہ اُسے انہیں یا لیچا کر دیکھتا اور سبیر ہتھی رہی۔ سچھرتوڑی دی لجد بولی“ میری
سمجھ میں نہیں آگاہ اخوند، بینٹنگ کیسی ہے؟“
”کہ جی اپنے نیچے کو دو دھپٹا رہی ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے اُس بینٹنگ میں۔“

”کسی بہت بڑے ارشت کی ہو گئی۔“
”خدا چاہتے آرٹش نے زارب دھنپٹ کئی بیکن میں نے اچ بک نہیں نہیں سنائے۔“
”یہ نے بھی نہیں سنائے۔“ مرسیانا کچھ سوچتی ہوئی ”ہو رکھا ہے کوئی نہیں صور
ہو۔ جو منوں کے راستے میں کچھ بھی نہیں جاتی۔“

”میں عظوم کر کھا ہوں۔ اس نہم کا کوئی قابل ذکر مستقر ہر منی میں کچھ بھی نہیں تھا۔“
”وغذہ“ کمال ملائی اور اسے پوری عمارت کوئی اچھی اور عران احتستہ پر ابر لالا۔ شادر
ہاگے۔“ مرسیانا اس کے کچھ حل پریقی صدر دروازے کے قریب پہنچ کر عران نے

فن رکھا ہے تھا۔

عمران نے اس پر آپنی ایسی آئی کے کہیں برلاس کے بند بڈ اسیں کئے اور لگھڑی دھینے لگا۔
رات کے گیارہ تھے مھوڑی دیر بعد درسری طرف سے رسیور اٹھنے کی آواز آئی۔

”ہیل...!“ مند میں درلی ہوئی آواز ستائی رہی ترلاس اپنیگ۔
”علی عران! اگر سو گھنٹے تھے تو اٹھ جاؤ۔ میک ہا در کے تین ساتھ اور سارے تھے گئے ہیں۔“

اور ان میں سے ایک رنگچالے۔“
”آپ کہاں سے بولی ہیں؟“ درسری طرف سے آواز آئی۔

”دیتی تو میں بھی نہیں جانتا لیکن اس فون کے نمبر تھیں بتانا ہوا۔ اس سے مجھے معلوم کرد
اوہ سچ جاؤ۔ دروازے پر دستک دینی پڑے گی۔“

”غمیر تباہیے...“
”عمران نے بھاک کر منبر دیکھے اور اسے تباہے لگا۔

”میں پہنچ رہا ہوں۔“ درسری طرف سے کاگیا اور البار مطلع ہر ہے کی آواز آئی
عمران رسیور کے کمر سیستانی طرف مڑا۔ جو جرت سے اُسے دیکھ جا رہی تھی۔

”تم کے کال کر رہے تھے؟“ اُس نے پوچھا۔
”دوسرے ذمے دار دمی کو جو نہیں کر سکن جاہے گا۔“

”کتنی دیریں آئے گا۔ یہاں میرا دم تھا دہاۓ۔“
”کچھ دیر اور صبر کرو۔ بیٹھ جاؤ۔ میں کچن میں جا رکھتا ہوں۔ شام کچھ میں

پلانے کو مل جائے۔“
”میں کچھ جلوں گی۔ تین ہائیں رہتا چاہتی۔“

”چل جنمی سکی اڑزوں تھی تھا کیریک سفت تھیں میں پکر لاتے۔“
”تھیں کیوں پکر لائے تھے کس بینٹنگ کا قصہ تھا۔“

اور عران نہ جانے کی رو میں بھاک اسے تصویر کا قیقد سنانے لگا۔ دونوں کچن میں
آئے۔ میک ہا نے فریج کھولا۔ اس میں بیڑ کی پریلیں موجود تھیں۔

اوچیٰ اواز میں پوچھا گئک ہے؟ ”
 ”کیپن برا لاس۔ ” پاہر سے اولاد آئی اور عمران نے دروازہ کھول دیا۔
 کیپن برا لاس کے ساتھ تینی با دردی فوجی بھی تھے جنہیں دیکھ کر مریانا کی قدم پر گئے۔
 مس سلطان اپنے بیٹے کے برآمدے میں بیٹھ شام کا ایک خبار دکھر رہے تھے کہ ایک
 میل کا پہاڑ سارہ کا پہاڑ پا کر کھڑا ہو گیا اور ستری سے اپنے پڑاکہ و ان رجائے گا بندری اُسے دھکا
 ہی رکھتا کہ سر سلطان کی غفاری کی اور انہوں نے ستری کو شارہ کی کارسے اندر آئنے دے۔
 روکاوارہ تیرہ سال سے زیادہ کاہرہ پر چکار دہ سر سلطان کی طرف بڑھتا چلا آیا اور قرب پہنچ
 کر ان کی جانب ایک لفاقتیہ حملہ پر ابو لالا صاحب نے کہا تھا کہ پایخ رو پل ملین گے۔
 ”کن حاصل ہے؟ ”

”میں نہیں جانتا۔ ”

سر سلطان نے لفاقتیہ اس سے لے گئی ملازمت کو آواز دی اور اس کے آئے پر اڑ کے
 کوپاچی رپے دے دینے کو کہتے ہوئے اندر چلے آئے۔
 اپنے کرس میں ہنچ کر لفاقتیہ جاک دیا۔ یہ خ عمران کی طرف سے تھا۔ اس نے لکھا تھا
 ”اب تو فون پر بھی آپ سے گفتگو نہیں کر سکتا کہ شیپ کیا جا رہا ہے۔ آن ایس آئی وائے
 میری اوس راپ کی نگرانی کر لیتے ہیں۔ اسی وقت تھی ایک آدمی اب کے بیٹے کے قرب موجود
 ہے۔ بہر حالی میں نے تیاری کر لی ہے۔ آپ شوار سوت پہنچے اور کیا وہ نہ کچنی دروازے
 سے دوسرا طرف تک جائیے کچھ دوسری پلٹن کے لیدھا بھیان روندو پلی بھیں گے۔ وہاں سے
 ایک بیکھ پر کھیٹے اور دندر جو ڈالی ہے پہنچ جائیے۔ یہی کار دروازہ کھلدا جائے گا۔ ”
 سر سلطان نے خٹپٹھ کر تباہ ساختہ بنایا اور پھر اسیں آئیں۔ آئی والوں رفقة
 اگلیا اور انہوں نے سوچا عمران جو کچی کر رہا ہے ٹھیک کر رہا ہے۔ بہر حال اُنہوں نے

اُس کی پڑائیت پر علی کیا تھا۔

تریا نصف گھنٹہ بعد الفروج کے انجاروں نیتیت میں داخل ہوئے۔ دہلی عمران
 کے عادہ اور کوئی نہیں تھا۔

”کیوں بیری بھی پلید کر رہے نہ لائق تھا۔ وہ اُسے گھومنہ دکھا کر بولے۔
 دشوار سوت میں بھی شاندار لگتے ہیں۔ ” عمران نے سکرا کر کہا۔
 ”چل جلدی کرو۔ کیا کیا ہے؟ ”

”میں نے تصویر کا سلاسلہ شیار کرایا ہے۔ سلامیہ پر وجہت پر دکھاؤں گا۔ ”
 ”جو کچھ کرنا پسے جلدی کرو۔ اُنہیں کے بعد مجھ میں بیٹھتے ہیں جسکت نہیں رہتی۔ ”
 عمران انہیں دوسرا سوکر کے کمرے میں لایا۔ یہاں ایک دیوار پر چھٹا سا سکنی گا جو اُسا
 تھا اور اس کے سامنے ہی پر وجہت پر رکھ لیتا تھا۔
 عمران نے پورے کھسچ کر کہا میں اندر ہی کر دیا۔ اور پر وجہت کی روشنی، تکین پر
 پڑتے گئی۔

اُس نے سلاسلہ شیار کرنے پر سوچا ”دشکنچے گھومنہ دکھاؤں کے نیچے کاٹ۔ ”
 ”چون... ” سر سلطان پتھکر لیجھے پوئے۔ ”جسے تو اسی میں کوئی خاص بات نظر
 نہیں آئی اس سیدھی سادھی تصویری سے۔ ”

”اب میں اسی پر دوسرا سلاسلہ شیار کرنے جا رہا ہوں۔ اصل چیز سامنے آجائے
 یعنی وہ سب کچھ جو شدید زیں چھپا ہوئے۔ ”

”ہے کامے؟ ” سر سلطان پتھک کر بولے۔
 ”لقت تھیں کافیت۔ بتائیے تو کیا کاہے؟ ” انشت کہ جو ہی سے برآمد ہوئے اور
 چھپا ہوئے تھے۔ ”

”وہی تھیں جس کے سکتے، کہاں کافیت تھے۔ ”

”بازیل کا۔ ” تصویر پر جو لارب کہا ہوا ہے۔ وہ مصور کے دستخط نہیں ہیں
 لارب کو اُٹ دیکھ کر بازیل ہو جائے گا۔ ”

”خدا کی بناہ۔ لیکن اس کا مطلب کیا ہے؟“

”میں نے اصلیت آپ پر اخراج کردی۔ انہی طلب پر خونہیں کیا ریما جائیں۔ کوچ قشش بچے سے تعلق رکھتا ہے۔ مطلب اُسی میں پوشیدہ پرستکار ہے۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”بچے والے نشیط میں سرکپان اپنے گا۔“

”میں پچھلے سمجھا۔“

”یہ بھی بہرحال نقشہ ہی ہے۔ ظاہر ہے کہ باریلی ہی کے کسی حصے کا ہو گا۔“

”چوکتے ہے۔“

”لیکن کس حصے کا۔ تفصیل طالع کرنے پڑے گا۔“

”اس کے باوجود بھی بات اسکے نہیں بڑھ سکتی۔ آخر مقصد کیا ہے۔ ان نقصشوں کا انہیں اس تصور میں کوئی حضوری گیا ہے؟“

”میں نے واقعی ایسا کو تفصیل طالع ہی سے بات بننے گی۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہیں۔“

کو درمری جنگ عظیم کے اختتام پر یہ بات منی گئی تھی کہ رازیلی میں بھی نازیلیں کی ایک تنظیم مصروف علىٰ عالمی شامہ میں سے ٹھلکتائی امریکی کے عملک پر ضرب لگانا چاہتا تھا۔“

”اوہ۔ اچھا... یاد آیا۔“

”اوہ۔ حکیمی پیغمبر نظریہ میں سے مہر و محنت دینے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اسے وقت نہ مل سکا۔ اس سے پہلے ہی خود کشی کر لینی پڑی تھی۔ بہرحال شہزاد اس پیشہ کو مٹھے کے

ایک ہزار جنگل کا پہنچا جا ہتا تھا۔ اس کا یہ سلطب ہوا اگر مٹھتے اسی تنظیم کے وجود کو بیدار نہیں کر کھا سکتا۔ حقیقتی کو اس کے جزوں کو بھی اس کا علم نہیں بھنا۔ حقیقتی قیومی نقشہ اتنی رازداری سے ایک جزوں کا پہنچایا جائے والا مختار ٹھلکا چاہتا تھا کہ نازی

تنظیم اس کے بعد کمی زندہ رہے۔“

”تم نے بڑا کام کیا؟“ مرسلطان طولیں سامنے لے کر بولے۔ آپ میں سروچوں کا

کر سمجھیں کیا رکنا چاہیے۔“

”لیکن اصل تصور ہمارے قبضے میں نہیں ہے۔“ عمار بن لالہ ”بس کے پاس بھی ہے۔“

”شاد وہ ہم سے چہلے کی پچھے کر کر رہے۔“

”مزدوری نہیں ہے کہ وہ مجھے اسی معنے کو سول کر لیتے ہیں کامیاب ہو جائے۔“

”رس کے بارے میں وثق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔“

”سوال یہ ہے کہ اگر یہ تھے یہ محض حل بھی کر لیا تو اس سے مہیں کیا فائدہ پہنچے گا۔“

”آپ آپ نے بات کی ہے سرکاری نکتہ نظر سے۔“

”نہیں تم خود بتاؤ۔ آخر ہم اپنی ارزشی گیوں مناخ کریں۔ تصور یہ ہمارے قبضے میں ہو رکھیں گے جس کے بھی ہاتھ لگی پوتے۔“

”در اصل آپ یہ میری ذائقی دلچسپی کی چیزیں گئی ہے۔“

”لہذا اب اس پر سرکاری وقت اور سرکاری رقم مناثع نہیں کر دے گے۔“

”آپ کو بھی کہتا چاہیے۔“

”لیکن تم اس کے بخلاف سوچ رہے ہو۔“ سلطان غراءۓ۔

”میں تو نی احال کچھ بھی نہیں ہو رہا۔“

”میرا تو یہ وقت بھی ضائع ہو۔“ سلطان اُن تھیتے ہوئے گلوے۔

”میں نے تو آپ کے حکم کی تعقیل کی تھی۔ آپ وہ تصور دیکھنا چاہتے تھے سو دکھا دی گئی آپ کو۔“

”آپ ختم کر داں قبضے کر اور سلام ایڈیٹی اسی۔ آئی۔ والوں کے حوالے کر دو۔“

”صرف سالانہ ملائیشی کو کام بہترانے والے ذرائع یہی اپنی محنت کا نجیبیں اور

میں انہیں قطعی بھی نہیں بتا سکتا کہ میں اس تصور میں کیا دیکھا ہے۔“

”وہ اس لئے پہلے یہ لگ کر گئے تھے۔ درست پیشک میجر منہج کی ذاتی تحریر۔“ گاہ مکے پیشکی

و خیر کو گاہکیں اس طبقے میں بھی نہیں بتا توں گا خود بھی سرمدی۔“

”میں کہ ہے بھیں اس پر زور نہیں دوں گا۔“

”مرسلطان جعلے گئے اور عمار فلیٹ ہی میں بھاگاری سوچ میں لگم رہا۔ پچھر تصوری

دی بعد فون پاپنٹ فلیٹ کے نزد مہل کیے۔ دوسری طرف بے عیان کی آواز آئی تھی۔
”میری کوئی کمال تو ہنسی آئی۔“ عوان نے پوچھا۔
”ذراءٰہی در پیلے کا جاں بھانے کے اندر جو کمال آئی تھی۔ اُس نے آپ کو
تحانے میں بیان یا سے کری کی تو نیچے مل گئی ہے جو اپ کی موجودگی میں اُسے دی جائے تھی۔
”اوہ اچھا۔“ عوان نے ریور کریل پر رکھتے ہے طولیں ساتھیں سچلی شام اُسی نے
مرسینا کا بیگ بھیج جانے کی روروٹ کا جاں بھانے میں درج کر کی تھی۔ اسی نے درج کر
سلاں یہ میں سیست ایک موڑ کیں میں رکھا اور فلیٹ کو مغلول کر کے سوت کیس اٹھنے سے ہوتے
گاڑی کے قریب آیا۔ سوت کیس کو دیکھنے کے لئے مغلول کر کے ادھر اور درجہ اور پھر کاری میں بیٹھ
کر اُن سارے کار۔ تھانے تک پہنچنے میں دینہیں الگ تھی مرسینا یہاں موجود تھی۔ اُسے تھی
طلب کر لیا گی تھا۔

”فریولر جیک محفوظ میں۔“ اُس نے پوسٹ لیجے میں عوان کو اطلاع دی۔ ”وہ بیگ
کے خفیہ خانے میں رکھے ہوئے تھے، البتہ چار بیڑا کیش قاب ہے۔“
”مطلوب یہ کچھ بیڑا سل گئے۔“

”ہاں!“ میں ہیئت خوش ہوں!“

انچارج نے بتایا کہ بیگ انگریز کے پانیں باخ ہی کے ایک حصے میں پڑا ہو املاک تھا۔
”عوان کی موجودگی میں بیگ مرسینا کے ہوالے کر دیا۔“

”اب تم سے ساخت جلو۔“ مرسینا نے عوان سے کہا۔ ”کچھ دیر خوشی منیں گے۔“
”پر یہاں خوشی منانے کی کوئی پیچہ نہیں ہے۔“

”چھر بے کلی باقی شروع کر دیں۔ ہاں آن لوگ کاکی ہوا جن سے کل تھا را لکھا اور ہوا تھا۔
”پناہیں اور لوگ جائیں ہیج کے پردہ انہیں کر کاوا تھا۔“

”تمہارا کیا چہہ ہے؟“
”میں ٹکیشن ایجنت ہوں۔ میرا کوئی عہدہ نہیں۔ وہ لوگ مجھے کام لیتے ہیں اور

حاوضہ ادا کر دیتے ہیں۔“

”ضفول بات ہے؟“ وہ برا سامنہ بنا کر بڑی تشنیں بنا کا جائیتے تو نہ تباہ، مجھ کیا؟“
”ہاں تو ہم یہ خوشی کہاں منیں گے۔“
”بیسے بول جاؤ۔“
”اور عوان بالآخر اس پر تیار پڑ گیا تھا، وہ روکنے پہنچے اور مرسینا نے روم سروں
کو فلن کر کے کمرے ہیں کافی طلب کی۔
”عما خوش اس کیوں نہیں بھیتے؟“ مرسینا نے عوان سے پوچھا۔
”سیرا اس چل تو ساری دنیا میں کوئی نہ پہنچے دوں۔“
”اُنکوں ۴...“
”خدانے اُنگاریں یہی پیدا کئے ہیں کہ ہم انہیں کھا کر جان بنا رہیں ہیں جو اُن
سے بلڈ پریشر اور المسر کشید کرنے لئے ہیں۔ یہ نا اول درجے کی بے ورقی۔“
”اپنی باتیں تم ہی کچھ مر سے پہنچنی پڑتیں۔“
استھنے میں روم سروں و پیٹر کافی لے آیا تھا۔ مرسینا کافی بندے بندگی اور عوان اڑام
کی پر ایک بچھ دیکھ رکھیں گے۔“
”اس سے کیا سوچے؟“ مرسینا نے اُنکی ادائیگی اور دھوکہ پڑا۔
”کافی پیور!“ وہ اُنکی طرت پیلی بڑھاتی ہوئی بولی۔
”اوہ... ہاں... واقعی شام سوچی کیا تھا۔“
”اُفت و فہ باثماں میں بھی سوچی رہی ہوں۔“ میں رات کا کھانا کا دست تھا میں نے کافی مٹکلی۔“
مرسینا نے کہا۔
”اُنہیں تو اٹھی بچھ میں میں رات کا کھانا لیا گیا۔ بچھے سے پہنچنے کھا آ۔ ابھی کافی
ہی چلے گے۔“
”دو ذون کافی پیٹے رہے۔“ دفتہ عوان چونک کر اٹھ کھرا اپنارس پری طرح پکڑنے
کا تھا۔ چھر بنے دیکھا کہ مرسینا نے کا تھے سے کافی کی پیالی چھوٹ کر فرش پر آ رہا
اور خود وہ کری کے بائیں ہٹھے پر جھول گئی ہے۔

"اے سے ار سے" کہتا ہوا اگلے بڑھا درد پر چھپو گیا، پھر سوچنے لگھنے
کا سر قدر ہی نہیں ملا تھا میر اچاک ذہن انہی سے میں دوپٹا چلا کیا تھا۔

چھپو گئی آیا تو مر سیانا ہی اسے چھپنے پر چھپو گرا واری دے رہی تھی۔

"یہیں" اس پر ہرگز بڑھنے نہیں اؤں گا، عران آنکھیں کھوئے لیغہ دھاڑا جب
کے تم ملی ہو مر سیانا کام بڑھنے پر گیا ہوں ت۔

"خدا کے لئے اٹھو، انہی سب کیا ہے؟"

"ہرگما کچھ تھم میں جاتے" تاں نے کہا اور رات پر ہرگما کو باہیں کروٹ پڑھا۔
"اُت... فہ، آنکھیں تو کھولو۔ اس وقت ہم ایک ایسے کرے میں ہیں جس میں
کوئی لکھ کی یاد روازہ نہیں پہنچتا۔"

"بہت اپنی بات بے، بھاگ نہیں سکیں گے..." عران نے آنکھیں کھو لے
بغیر حجاب دیا تھم تھی چپ چاپ سجا دی۔

"تم عجیب ادی بردی میں مذاق تھیں کر جی پتا نہیں کون ہیں یا ان اٹھالا یا سے"
ہرگما کوئی بخوبی بخواہیں، نکنڈ کر دتے۔

"میں تھا راگا گھوٹ دو دلگی رہتے کھو دنا انکھیں" چھپو گرا اسے بیٹھا جائیے تج آس کی دھمکی پر پیچن، آگاہ ہو۔

چھپو عران اس طرح بکھتا ہوا تھوک نکل کر بولا "ڈاٹھی کوئی
جیزان یا عران یا انکھوں سے چاروں طرف دیکھتا ہوا تھوک نکل کر بولا" ڈاٹھی کوئی

لکھنی یا دروازہ نہیں ہے، پھر یہ ہٹھنڈی ہٹھنڈی ہو اکیاں سے آری ہے۔
"اے نکنڈ لشمن نکا ہوا ہے"

"بہت سمجھدار لوگ معلوم ہوتے ہیں" کون لوگ ...؟

"بیویو گے کوئی" ...؟

"نہیں نکر نہیں ہے" ...؟

"اکھر مندی عقل والوں کا دطیرو ہے میں تو ہوں یہ غفل سے پیدیل، دلیے خدا

غارت کرے اُس لگھی اور اس کے نکھرے کو، اسی سے شعلت کرنی یا ناچکر ہو گا۔

"یعنی ہم تو ہو گئے کرے میں بیٹھے ہوئے کافی ہی رہے تھے کیا اس کافی ہی کچھ تھا۔

"مرے خیال سے بہت کچھ تھا اور شاید اب بھی ہر ٹھیک نہیں ہی، ہر ٹھیک نہیں

ہر ٹھیک از کم اس کرے کا دروازہ لرزدرو رکھا تھا دیتا۔"

"مہند سے ساختے ہیں بھی سعیت میں پڑتی ہوں۔"

"اسی لیے میں نہیں سنائے کہاں نہیں ہوں اور ہر کسی لڑکی کے کرے میں۔"

عران کا نکل پہاڑھر کے کربولا۔ "خدائی پناہ"

"ان باتوں سے کیا فائدہ"

"بہت فائدہ ہے۔ اگر پیسیں اسیں سے تم اپنی راہ لگتیں اور میں اپنی۔ تو

اس حال کر دیجئے۔"

"خیر جو گئی نافل، اب کچھ سوچو۔"

ہ کی سوچوں، اس پر ہنگے کے لیے نہ کوئی لکھنگی ہے اور نہ دروازہ دلیے تم اس وقت

بہت سیجن اگر سی بور۔"

"ہر ٹھوٹوں باتیں شروع کر دی۔"

"شامیں پہلی بار یہ ٹھوٹوں بات کی ہے۔"

دفعت پہلی ہی آرائکرے میں کوئی اور بابیں جا بہت والی دلیواریں ایک در پر کھسا

نگیاں دنوں سچھل نر بیٹھ گئے اور عران آہستہ سے بولی۔ "اٹھو شداب لشکر کم کھڑا ہے۔

"یکیا ہے؟"

شامیں دروازہ ہے جو نئی کی زیادتی کی وجہ سے پہنچنے میں کھا تھا۔

"ہرگز نہیں سیئے پتھے عقایی نہیں۔"

د نہیں مٹا تو اب کیا سے ہو گئے ہے میں کہتا ہوں۔ اٹھو اور نکلی چلو۔"

وہ کچھ اپنے ساتھ اٹھا کیا لیکن مضطرباً افزاں میں عران کا باہر دھام لیا تھا۔

در پیچے سے گور کر دے ایک بڑے سے بڑا میں سچھے جہاں بہت ہی عمدہ قم کا فرچر

سوچی آن کر دیا۔

اسکرین روش ہوا۔ اور پھر صاحل سمندر کا وضنڈ لاسامنڈو وکھانی دیا۔ کبھی وصال

پر گھومتا برا ایسی بگر کی جہاں ایک بڑا اسلام و روشن تھا اور سن کے کر گرد پیٹی پتھر پتھر

چھتے تھے۔ ان کی اوڑی بھی سناتی دیں۔ وہ کچھ گارسے مٹتے ہیں ان کی شکلیں واضح

ہیں تھیں۔ پھر ہشناپی دکھانی دیا، رہ کہوں سے آیا تھا اور اُس کی بغلیں ایک بڑا پال دیا گئی۔

اس نے اس پارس کو کھوئا شروع کیا۔ آنکھ کارہ پیشناگ برآمد ہوئی پیشناگ کا کلکڑا پا

دھایا۔ بیان شہر وی پیشناگ تھی۔ باذل دے سرف اور پھر اسے الاڈیں تو ان دیا گیا۔

خعلے بند ہوئے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے ہے مذر اُسی پر گئی۔ نیگر نے ہاتھ پر ہماری تو دی کا

سوچی آن کر دیا۔

کیا خالی ہے؟“ رہ عنان کی طرف مڑ کر بلا۔

”مُحَمَّد کم جہاں پاک رہ گوں نے بہت اچھا کیا۔ لیکن یہ کس پاری کے دوگ تھے۔“

”بُتھاری پاری کے...“

”سفید فام اُس کو جو پہاون دیئے دیتے تھے اور تم سیاہ فاموں نے اُسیں

بُونک دیا۔“

”ہم تینی بھی آگیں جھوک دیں گے اگر لگیں ہیں نہ مل۔“

”وہ پیٹھے ہی نہ رکھنے پوچھاۓ لفظیں کرو۔“

”لار کی قم یا اے سے بھاؤ۔“ تیک دستے مر سیانے کے کہا۔

”جسچے بچاتے کے لیے ابھی ہیست کم عمر ہیں۔“ عنان نے مر سیانک طرف

بیٹھے ہوئے پر شوشیش لہجے میں کہا۔

”ابھی بات سے تو چھوپنیں کیا جا سکتا کہ مہاری قید کی مدت کتنی طویل ہوگی۔“

”اُن ساری باؤں کا مطلب یہ ہوا کہ قم لوگ اس پیشناگ کی احیمت سے دافت ہو۔

ان نے کہا۔

”ہم رافت ہیں اسی لیے اُسے ضائع کر دیا گی۔ اگر شیگیوں میں میں نہ ملائیں تو خون

نہ رہا۔“ لیکن عنان کی نظر تو اپنے پر جھکیے۔ رہ چکر رہ گئی تھی۔ جس پر اس نے

سر سلطان کو باول دے سوتوں کی سلائیز دکھانی تھیں۔

پھر قربوں کی چاپ سنائی دی اور ایک دیر ہیکل بنیگر و آن سے موڑے سے ہی

فائل پر آئے کام جاری دیا۔ وہ میکروں پر تھے ایک ایک سلیٹ نیکر و موجوں تھا اور پاروں کی

ائیں گتیں ایسی تھی طرف اسی تھی ہر دن تھیں۔

”میرانہ ماںکل ہے۔“ تقریب کھڑا ہوا لگنہ مسکرا کر پولا

”اور میرا عنان۔“ عنان تو چھپے پرستی پرستہ ہوا۔ ”اورہ مریسا نا ہیں۔“

”تم اس سکس تیجے پرستی پرستہ ہو ستر عنان۔“ ماںکل نے پر جھکیڑ کی طرف اشارہ کیا۔

”اُبھی بک کی تیجے پرستی پرستہ ہے۔“

”اگر قم کی کھڑک رہے ہو تو ہمیں تھارے سے کیا میں بہتر ہے۔“ اور عنان ہمیں اس کا لگنیڈھنی جا پہنچا۔

”سلا بیز نیتا کرتے وقت نیکیوں مناخ ہو گیا تھا۔“

”مرس عنان!“

”چھوپنیں! میں کس پر ہوں۔“

”لگنیوں کے بغیر بتاری گلوخلا صی نہیں ہو سکے گی۔ میں بتا کر دہ کہاں ہے۔“

”چل کر جائیں ہم گار حاصل کرلو۔“

”ہم بیک پا اور بیا اس کے ساتھی نہیں ہیں۔ تم کسی غلط فہمی میں نہ رہ پنا۔“

”میں بھی دیکھ رہا ہوں کہ تم اُن سے مختلف ہو۔“

”آخر اس مصیبت سے اپنا کچھ اکیوں ہیں پھر اسے۔“ رسیانا آہستہ سے بولی۔ لیکن

عنان اُس کی طرف توجہ دی۔ ”یہ نیکر و کھوڑ کر تارہ۔“

”ماںکل دے سرف کا انجام دکھو گے؟“ نیگر نے سوال کیا۔

”کیسا انجام؟“

”ابھی دکھاتا ہوں۔“ اُس نے کہا اور تقریب کی رکھے ہے ایک بیٹی دشمن سیت کا

کی ندیاں بہ جائیں گی۔

ہیاں سے مزاد ہیاں ہے یا قمیرے ملک کی بات کر رہے ہے مہرہ
وہ بھتارے ملک کی بات کر رہا ہوں مژہ عران ت
وہ سب تو دوسرا لگنی پیدا کرتا پڑے گا۔
بات تو بڑھا ولیقون کروں چندی ملک کے بعد ہم تھیں رہا کر دیں گے۔
لکھی اور اسخی پڑھی کہ تکالیف کام اسی سی ختم ہو گیا سر تھک کا احساس فنا پر گلا تھا۔
یکنہن کرائے دیکھنے لگا۔
ملکیت سخن کیلئے کچھ وقت ہیں دے سکتے۔ مرسیا بول پڑی اور عران

رک سیا۔ پیراں دست والی سرچ لائٹ کا سامنا ہوا تھا۔
پھر اس کے باقی سے اسین گن بھی چین لگی۔ سپتا نہیں کیسی نظر ملی روشنی
تھی کہ انکھیں ہیں تھیں کھل بھی تھیں اسامدوم پر تا تھا میسے دو جلی ہوئی ساضھی
اعمال بھولیں ہیں اتر پلی کلی تھی ہوں۔ اس کی جگہ اور کوئی ہر تا تو جانوروں کی طرح چیختے گئے۔
تھی ہی شدید رکھتے اسکھول میں ہر رسمی تھی۔ پھر وہ تکالیف پر سے جسم میں پھیل
لکھی اور اسخی پڑھی کہ تکالیف کام اسی سی ختم ہو گیا سر تھک کا احساس فنا پر گلا تھا۔
یکنہن کرائے دیکھنے لگا۔
”مکیت سخن کیلئے کچھ وقت ہیں دے سکتے۔“ مرسیا بول پڑی اور عران

جاذب اور بیچ کر سوچی۔
اُس کے ساتھ یہی چارا چھرے پر بیمار کرنے والی تیار درصدی جوانے
اُسے جگایا۔ سامنے سمندر منفا تھیں مارے عقا اور وہ اپنی ہی کارڈی کی پچھلی سیٹ
پر نیال اعڑا ضحی حالت میں پڑا۔ سماں تھا۔ قابل اعڑا ضحی ہیں کہاں کے برا بھی مرسیانا
بھی پڑی ہیں تھی۔ بکھار دروازہ کھولا اور کارڈی سے اتر آیا۔

اُس کے بعد وہ دیوار سے لگا ہوا قریبی دروازے کی طرف چھپتا تھا۔
”خیوار... خیوار... خیوار...“ جہاں ہو دیں تھہرہ تو نیگر دھاڑا۔ ”ورنے فارٹاگ سڑک“
کری اظہر آیا۔

تھا نہیں کہاں لا پھینکا تھا کمجنتوں نے۔ معلوم نہیں کرن تھے؟ وہ پھر
سیاٹا کی طرف متوجہ ہو گیا اور اب اس لفاف سر نظر پر ہی جو مرسیانا کے
قریب ہی سیٹ پر پڑا۔ اب تھا۔ کچھ دیتک اس پر نظر جلتے کھا رہا۔ پھر اگے بڑھ
کر رکھا یا۔ لفاف سے سر آمد ہونے والے پر ہے پر تھی۔

”غایبا تھیں اندازہ ہو گا کہ یہ کیسے لوگ ہیں۔ تھیں جب
ٹا جہاں سے چاہیں گے اعتماد میں گے۔ لہذا مناسب ہی ہے
کر آئے اس سیچنی کو سرد فوت جیب ہی میں رکھو۔“
عران جھرے پھیج کر تیری سے سرہلانے لگا۔ کنکھیوں سے مرسیا کی

دروازے کے قریب کھرے ہوئے مسلنیگر و کاسر دیوار سے ٹکڑا لایا تھا اور اس کی ایسیں گنیں
کی ایسیں گنیں اچھل کر عران کے پیٹ سے ٹکڑا تھی لیکن عران نے اسے فرش پر گئے دفعہ
پھر دروازے پیٹے میں دروازے سے ٹکل کچا تھا۔
مرسیانا کی نہیاں کی پچھیں انہیں میں گوئی تھیں ماسی دروازے میں ایسیں گنیں
سے درجن برسٹ بھی مارے گئے تھے۔ یعنی شامہ اُن کی ناں یعنی چھت کر طرف اُسی
ہوئی تھیں۔

عران تاریک راہبی میں دیوار سے لگا ہوا قریبی سے آگے بڑھ رہا تھا کہ
اچاک تیر تھم کی روشنی میں نہ گایا۔ کھیں اس طرح چندھیا میں کہ جہاں تھا دیں

طرف بھی دیکھے جا رہا تھا۔

اجانک اس کی آنکھیں بھی کھل گئیں اور سب سے پہلے شاہزاد عمران آیا تھا۔ گرفتاری کا گزاری سے اُتر آئی اور عمران کا شانہ جھنپھوڑ کر پا گکہ انداز میں بچا رہا۔ ”یہ سب کیا ہے؟“

”خود میری بھی میں بھی آگیا تو ضرور بتا دوں گا۔“ عمران نے پوچھا۔
کہا اور دوسرا طرف دیکھنے کا۔

”اُسے یہاں کیسے پہنچے؟“

”شہزاد بھی دشوار ہے۔ لیکن تم آسانی سے بتا سکو گی کہ پھر کس طریقے سے سلطنت پر نیں میں ترمیمیں وہی چھوڑ جائے گا تھا۔“
”اندھیرا ہوتے ہی جب فائرسک مشروع پولی سی۔ تو کسی نے میرا کا

دیا تھا، اسکے بعد کیا ہوا میں نہیں جانتی۔“

”گماری کے پہلے دیکھ رہی ہوئے عمران نے غصہ لایہ میں ریچا۔
”ہاں کیوں نہیں...“

”کوشش کرو تکہ یہ ریت سے بدل جائیں۔“

”مم... میں کیسے کوشش کروں...؟“

”وپھر صبر کرو اگر تھی کو کوئی گرن بی ریت سے بحال کے
مرسیانہ ریت پر بیٹھ کر اس طرح ہانپہنچ لگی جیسے اپنکے درودیں
”میں بھی کریں بی اٹھاے گا۔“ عمران نے کہا اور آگے پانی کی طرف
کر رہا۔

بڑھتا چلا گیا۔

وکر کر ترہ ناول

عمران سیف زیر

پھٹاؤں کا راز

ابن صفی فی۔ اے

عمران کو اس سے پہلے کہیں ایسی دھکی نہیں ملی تھی۔ بے حد
بھی خطرناک لوگ معلوم ہوتے تھے۔ اور پھر یہ بیک عوران کو بھی

خطرناک لوگ معلوم ہوتے تھے۔ اور پھر یہ بیک عوران کو بھی
ماڈ جاتا ہے۔ اگل اور خون کا حصیل شروع ہونے میں دریں نہیں لگتی۔
کر کی

دہ پر اسرار عمارت کیاں تھیں عمران پوری روت سے حرب لگاتے۔

ایس لوری بیچم میدان عمل میں۔

قہقہوں، تجرا در اکیش کا حصین امڑا ج۔

جوزت سیاہ فاموں کے مقابلے پر

اسرار پسلی کیشتر

سیکھوڑ دو دلہ سور